MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL
ماہنامہ
لاہور
مرآۃ العارفین انٹرنیشنل
جلد نمبر 25
شمارہ نمبر 02
جون 2024ء، ذوالقعدہ / ذوالحجہ 1445ھ
WWW.MIRRAT.COM
INTERNATIONAL COURT OF JUSTICE
مسئلہ فلسطین عالمی عدالتِ انصاف میں
مغربی یونیورسٹیوں میں فلسطینیوں سے اظہارِ یکجہتی کی انوکھی مثال
خواب اور اُن کی تعبیریں
موسمیاتی تبدیلی، غذائی بحران اور پاکستان
food crisis
پاکستان میں زوالِ منطق

یکم جون
عالمی یومِ والدین

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا

ترجمہ: اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو۔

(الاسراء:23)

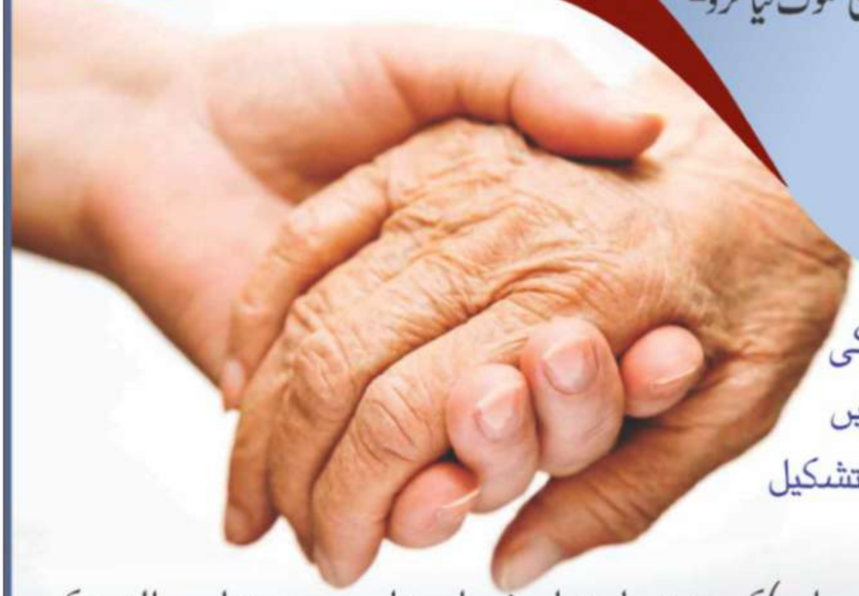

والدین ہر معاشرے میں خاندان کی بنیادی اکائی کی حیثیت رکھتے ہیں جن کے بغیر معاشرے کی تعمیر و تشکیل ناممکن ہے۔

بطور مسلمان اپنے والدین (ماں باپ) کی عزت و احترام، فرمانبرداری، خدمت اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک ہمارا بنیادی اخلاقی و دینی فریضہ ہے۔ والدین پر بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اولاد کو اچھی تعلیم و تربیت دیں تاکہ وہ معاشرے کے بااخلاق و باکردار فرد کے طور پر سامنے آسکیں۔

والدین کی عظمت اور خدمتِ والدین کی اہمیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اِس حدیث مبارکہ سے بخوبی واضح ہوتی ہے:

(اس شخص کی) ناک خاک آلود ہوگئی، پھر (اس کی) ناک خاک آلود ہوگئی،
دریافت کیا گیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! وہ کون شخص ہے؟
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو
یا دونوں کو بڑھاپے میں پایا تو (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔
(صحیح مسلم، رقم الحدیث:6510)

A Public Awareness Message

مسلسل اشاعت کا پچیسواں سال

MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل لاہور

جون 2024ء، ذوالقعدہ / ذوالحجہ 1445ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فیضانِ نظر

سُلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی صاحب قدس سرہ العزیز

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ سلطان احمد علی

ایڈیٹوریل بورڈ:
- سید عزیز اللہ شاہ ایڈووکیٹ
- مفتی محمد شیر القادری
- افضل عباس خان

آرٹ ایڈیٹر:
- محمد احمد رضا
- واصف علی

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری (اقبال)

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو کی نسبت سے شائع ہونے والا فلسفۂ وحدانیت کا ترجمان، اصلاحِ انسانیت کا پیمبر، اتحادِ ملّتِ بیضا کے لئے کوشاں، نظریۂ پاکستان کی روشنی میں استحکامِ پاکستان کا داعی

اس شمارے میں

1	اقتباس		3
	اداریہ		
2	دستک		4
	قومی و بین الاقوامی		
3	مسئلہ فلسطین: عالمی عدالتِ انصاف میں	محمد محبوب	5
4	مغربی یونیورسٹیوں میں فلسطینیوں سے اظہارِ یکجہتی کی انوکھی مثال	احمد القادری	10
5	خوجالے نسل کشی کی 32ویں برسی: انصاف کا مطالبہ	مسلم انسٹیٹیوٹ	13
6	زوالِ منطق	وسیم فارابی	17
	احکامِ شرع		
7	مسجد: آداب و فضائل	مفتی محمد اسماعیل خان نیازی	22
	تذکرہ		
8	شیخ الاسلام امام حماد بن سلمۃ البصری (رحمۃ اللہ علیہ)	مفتی محمد صدیق خان قادری	30
9	حلب کی ممتاز شخصیت شیخ عبد اللہ سراج الدین کی زندگی پر طائرانہ نظر	ذیشان القادری	34
	گوشۂ تصوف		
10	خواب اور ان کی تعبیریں: منہج قادریہ و سلطانیہ سے مختصر مطالعہ	لئیق احمد	38
11	شمس العارفین	مترجم: سید امیر خان نیازی	47
12	Abyat e Bahoo	Translated by: M.A Khan	49

فی شمارہ (نیوز پیپر) 80 روپے — سالانہ (ممبر شپ) 960 روپے

فی شمارہ (آرٹ پیپر) 110 روپے — سالانہ (ممبر شپ) 1320 روپے

سعودی ریال	امریکی ڈالر	یورپین پونڈ
800	400	280

اپنی بہترین اور مؤثر کاروباری تشہیر کیلئے مرآۃ العارفین میں اشتہار دیجئے رابطہ کیلئے: 0300-1275009

پبلشر سجاد علی چوہدری نے قاسم نعیم آرٹ پریس، بندر روڈ، لاہور سے چھپوا کر 8-BS-698 تاج کمپنی چوک نزد ایم سی بی چوہان روڈ بندر روڈ لاہور سے شائع کیا

برائے خط و کتابت: ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل P.O.Box No.11 جی پی او، لاہور E-mail: miratularifeen@hotmail.com

WWW.ALFAQR.NET, WWW.MIRRAT.COM

"وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا"

"اور جب ابراہیم (علیہ السلام) کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں ارشاد فرمایا میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں"-(البقرۃ:124)

"حضرت سعد (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! لوگوں میں آزمائشوں میں کن لوگوں کو زیادہ مبتلا کیا گیا ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: انبیاء (علیہم السلام)، پھر اس کے بعد درجہ بہ درجہ دوسرے لوگوں کو- پس آدمی کی دین کے لحاظ سے آزمائش ہوتی ہے، اگر وہ دین میں سخت ہوتا ہے تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے اور اگر وہ دین میں نرم ہو تو اس کی آزمائش بھی ہلکی، پس آدمی پر مصائب کا سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے کہ وہ روئے زمین پر بغیر گناہ کے چلتا ہے"-

(سنن الترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْبَلَاءِ)

سرِّ ربانی محبوبِ سبحانی غوث الاعظم محی الدین

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی (رضی اللہ عنہ)

فرمان

"تو کوشش کر کہ مصائب و مجاہدوں اور مشقتوں کے آگ میں سمندر بن جائے اور قضاو قدر کے گرزوں کے نیچے صابر بنا رہے تا کہ تُو میری صحبت اور میرے کلام کے سننے اور اس کی سختی پر اور ظاہراً اور باطناً اور اعلانیہ و مخفی اس پر عمل کرنے میں ثابت قدم رہ سکے کہ اوّل اپنی خلوت میں اور دوم اپنی جلوت میں اور سوم اپنی سخاوت میں- پس اگر یہ تیرے لیے صحیح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی مشیت و حکم سے دنیا اور آخرت دونوں میں تجھ کو فلاح نصیب ہو گی- جو چیز بھی اللہ کی ہے اس میں اللہ کا حق ہے تو اس کے متعلق مَیں کسی شخص کی بھی رعایت نہیں کر سکتا اور اس کے حکم کے بغیر مخلوق میں کسی کی طرف بھی مَیں توجہ نہیں کرتا"-

(الفتح الربانی)

سلطان العارفین

حضرت سلطان باھُو (رحمۃ اللہ علیہ)

فرمان

لوہا ہوویں پیا کُٹیویں تاں تلوار سڈیویں ھو

کنگھی وانگوں پیا چریویں تاں زلف محبوب بھریویں ھو

مہندی وانگوں پیا گھوٹیویں تاں تلی محبوب رنگیویں ھو

وانگ کپاہ پیا پنجیویں تاں دستار سڈیویں ھو

عاشق صادق ہوویں باھُو تاں رس پریم دی پیویں ھو

(ابیاتِ باھُو)

فرمانِ قائدِ اعظم محمد علی جناح (رحمۃ اللہ علیہ)

ایمان، اتحاد، تنظیم

"اللہ تعالیٰ اکثر ان لوگوں کا امتحان لیتا ہے اور انہیں آزمائش میں ڈالتا ہے جن سے محبت فرماتا ہے- اللہ تعالیٰ نے اپنے جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ اس شئے کی قربانی دیں جو انہیں سب سے زیادہ عزیز ہو، حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے اس حکم پر لبیک کہا اور اپنے لختِ جگر کو قربانی کیلئے پیش فرمایا- آج پھر اللہ تعالیٰ کو پاکستان اور ہندوستان کے مسلمانوں کا امتحان اور ان کی آزمائش مقصود ہے- اللہ تعالیٰ نے ہم سے عظیم قربانیوں کا تقاضا فرمایا ہے"-(عید الاضحیٰ پر قوم کے نام پیغام کراچی، 24 اکتوبر 1947ء)

فرمانِ علامہ محمد اقبال (رحمۃ اللہ علیہ)

کشتیٔ مسکین، و 'جانِ پاک' و 'دیوارِ یتیم'،
علمِ موسیٰ بھی ہے تیرے سامنے حیرت فروش
آگ ہے، اولادِ ابراہیم ہے، نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے

(ضربِ کلیم)

موسمیاتی تبدیلی، غذائی بحران اور پاکستان

غذائی بحران سے مراد ہے کہ جب تمام لوگوں کو مناسب مقدار میں ایسی صحت مند غذا جس سے وہ ایک توانا زندگی گزار سکتے ہوں اس غذا کو حاصل کرنے کے لیے مالی اور دیگر مادی وسائل کی عدم دستیابی ہو۔ دنیا میں اس وقت 8 کروڑ سے زائد افراد غذائی قلت کا شکار ہیں۔ انسانی تاریخ کے گزشتہ ادوار میں بھی انسانوں کو خشک سالی و قحط کا سامنا رہا ہے لیکن آج کے دور میں ایک نیا عفریت نمودار ہوا ہے جس نے انسانیت کو غذائی قلت کا خدشہ لاحق کر دیا ہے جبکہ یہ مسئلہ ماحولیاتی تبدیلی ہے جو کافی حد تک انسان کا اپنا پیدا کردہ ہے۔

ماحولیاتی تبدیلیوں سے مراد انسانی سرگرمیوں کے باعث فضاء میں کاربن ڈائی آکسائیڈ و دیگر گرین ہاوس گیسز کا اضافہ ہے جس کے باعث کرۂ ارض کے درجہ حرارت و قدرتی موسم میں تبدیلیاں واقع ہو رہی ہیں۔ ہم گزشتہ برسوں میں اس کے اثرات خوفناک سیلاب، طوفان، بے وقت کی بارشوں اور اوسط درجہ حرارت میں اضافہ کی صورت میں بھگت چکے ہیں۔ اس کا ایک بھیانک پہلو غذائی قلت بھی ہے۔ کاشت کاری، ربیع و خریف کی فصلیں ایک مخصوص موسم اور بارشوں کے ایک مخصوص دورانیے سے متصل ہیں۔ اگر ان قدرتی عوامل کو تبدیل کر دیا جائے مثلاً کس ماہ میں کتنا درجہ حرارت ہے اور کتنی بارش ہوتی ہے اس کا فصلوں کی پیداوار پہ بہت برا اثر پڑتا ہے۔

پاکستان کی 60 فیصد آبادی بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پہ موسمی بارشوں پہ منحصر زراعت سے منسلک ہے۔ پاکستان میں گندم، چاول، گنا، کپاس اور دیگر فصلیں بوئی جاتی ہیں جو موسمیاتی تبدیلی کے باعث متاثر ہوتی ہیں۔ موسمیاتی تبدیلی کی وجہ سے زراعت کے نقصان میں پاکستان دنیا میں بارہویں نمبر پر ہے۔ دوسری جانب پاکستان میں موسمیاتی تبدیلی کے سبب آنے والی قدرتی آفات میں سیلاب سب سے بڑا خطرہ ہے۔ 2022ء کے سیلاب کو گزشتہ عشروں میں بدترین سیلاب قرار دیا گیا ہے۔ اس سیلاب سے 2 ملین ایکڑ زرعی رقبہ زیر آب آیا اس کے علاوہ سڑکیں اور مشینری بھی تباہ ہوئی۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ موسمی تبدیلی ایک یا دو تباہ کن واقعات کا نام نہیں ہے بلکہ یہ موجودہ نظام پر ان واقعات کے مجموعی دباؤ کا نام ہے۔ بلاواسطہ اثرات کے علاوہ ماحولیاتی تبدیلی کے باعث طلب اور رسد اور نقل و حمل پہ بھی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں جو نتیجتاً غذائی بحران کا باعث بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ ماحولیاتی تبدیلی کے باعث جڑی بوٹیوں کی پیداوار میں اضافہ بھی فصلوں کی پیداوار پہ منفی اثرات مرتب کرے گا۔ فضاء میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کے اضافے سے فصلوں کی پیداوار پہ مثبت اثر تو پڑے گا مگر ان میں موجود اہم غذائی اجزاء جیسا کے پروٹین، فولاد اور زنک کی مقدار میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔

علاوہ ازیں، افسوس ناک بات یہ ہے کہ دنیا میں خوراک کی پیداوار کا 25 سے 30 فیصد حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔ جس کی روک تھام سے غذائی قلت پہ قابو پایا جا سکتا ہے۔ جس کے لیے خوارک کو بہتر طریقے سے ذخیرہ و منتقل کرنے اور صارفین میں مناسب استعمال کے شعور بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان میں کسی موسمیاتی آفت کے آنے کی پیشن گوئی کو جدید تر کرنے کی ضرورت ہے اور اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ متاثر ہونے والے لوگوں تک اطلاع بروقت پہنچ سکے۔

کاشتکاروں میں موسمیاتی تبدیلی اور اس سے نمٹنے کیلیے شعور بیدار کرنے کیلیے حکومتی سطح پہ مواصلات کے تمام ذرائع اپنانے کی ضرورت ہے۔ زراعت کے شعبے میں جدید ٹیکنالوجی کی ضرورت ہے مثلاً کاشت کار ایسے بیجوں کا استعمال کریں جو موسمی پیشن گوئی کے مطابق زیادہ پیداوار دے سکیں اور موسمیاتی تبدیلی کے منفی اثرات کو بھی برداشت کر سکتے ہوں۔ اس مقصد کے لیے نئے تحقیقی مراکز کا قیام عمل میں لانا سود مند ثابت ہو گا۔ کاشتکاروں تک موسمی پیشن گوئی جیسا کہ بارشوں کے دورانیہ سے متعلق بروقت اطلاع اور اس کے اندازے سے فصلوں کی کاشت سے بہتر پیداوار حاصل کی جا سکتی ہے۔ زرعی اجناس کی درآمدات محتاط تخمینے کے تحت ہونی چاہیے ورنہ مصنوعی بحران کے باعث کسانوں کو بڑا دھچکا لگ سکتا ہے جس کا خمیازہ آخر کار غریب اور کم آمدن والا طبقہ ہی بھگتے گا۔

مسئلہ فلسطین عالمی عدالتِ انصاف میں

محمد محبوب
(شعبہ سیاسیات و بین الاقوامی تعلقات - قائد اعظم یونیورسٹی)

ابتدائیہ:

گزشتہ برس ماہ اکتوبر سے لے کر تادم تحریر غزہ میں اسرائیلی جارحیت اور بربریت کے باعث 36 ہزار سے زائد افراد شہید ہو چکے ہیں جن میں 15000 سے زائد معصوم بچے اور 5000 سے زائد خواتین شامل ہیں- اسرائیلی فوجی کارروائیوں کے نتیجے میں 80 ہزار سے زائد افراد زخمی اور 10 ہزار سے زائد افراد گمشدہ ہو چکے ہیں- ابھی بھی ہزاروں افراد مٹی کے ملبے تلے دبے ہوئے ہیں-

29 دسمبر 2023ء کو جنوبی افریقہ نے اسرائیلی بربریت کے خلاف عالمی عدالت انصاف میں 84 صفحات پر مشتمل ایک قانونی درخواست جمع کروائی جس میں کہا گیا کہ اسرائیل کے اقدامات ”نسل کشی کے مترادف“ ہیں کیونکہ ان کا مقصد غزہ میں فلسطینیوں کے ایک اہم حصے کو تباہ کرنا ہے-

عالمی عدالت انصاف میں مقدمہ کی سماعت 11 اور 12 جنوری 2024ء کو منعقد ہوئی- سماعت کے اختتام پر عالمی عدالت انصاف نے اسرائیل کی، جنوبی افریقہ کا کیس نہ سننے کی درخواست مسترد کرتے ہوئے یہ قرار دیا کہ اس کے پاس جنوبی افریقہ کی جانب سے اسرائیل کے خلاف غزہ میں مبینہ نسل کشی سے متعلق کیس سننے کا اختیار ہے- عدالت نے اسرائیل کو حکم دیا کہ وہ اپنے اختیار میں تمام ایسے اقدامات اٹھائے جن سے غزہ میں نسل کشی کے مترادف واقعات سے بچا جاسکے اور نسل کشی پر اُکسانے والوں کو سزا دی جائے-

زیر نظر مضمون میں ہم عالمی عدالت انصاف کی پہلی رولنگ کے بعد ہونے والی صورتحال کا جائزہ لینے کی کوشش کریں گے بلکہ جنوبی افریقہ کی طرف سے دائر کی جانے والی مزید درخواستوں کا بھی تذکرہ کیا جائے گا-

رفح پر اسرائیلی جارحیت کے خلاف جنوبی افریقہ کا عالمی عدالتِ انصاف سے رجوع

عالمی عدالت انصاف کی پہلی رولنگ (جس میں اسرائیل کو فلسطینیوں کی نسل کشی سے روکنے کا کہا گیا) پر عمل درآمد کے برعکس جارحیت میں مزید اضافہ ہوا- رفح، غزہ کی پٹی کے جنوبی حصے میں واقع تقریباً 55 مربع کلومیٹر کے رقبے پر محیط علاقہ ہے جو غزہ تک آخری رسائی کی نمائندگی سمجھا جاتا ہے- غزہ پر اسرائیلی جارحیت کے باعث بڑے پیمانے پر نقل مکانی کی وجہ سے رفح کی آبادی 2 لاکھ 80 ہزار سے بڑھ کر تقریباً 14 لاکھ افراد تک پہنچ چکی ہے- بی بی سی اردو کے مطابق، ناروے کی پناہ گزینوں کی کونسل کے سربراہ، جان ایجلینڈ نے ”اسے بے گھر ہونے والوں کا دنیا کا سب سے بڑا کیمپ“ قرار دیا ہے- دی گارڈین کی رپورٹ کے مطابق رفح سے تقریباً 900000 لوگ نقل مکانی کر چکے ہیں- اسرائیل نے ماہ مئی کے آغاز سے رفح میں زمینی حملہ شروع کرنے کا اعلان کیا-

12 فروری 2024ء کو فلسطینی علاقے رفح پر ممکنہ اسرائیلی فوجی زمینی حملے سے قبل جمہوریہ جنوبی افریقہ نے عالمی عدالتِ انصاف رولز کے آرٹیکل 75(1) کے تحت

فوری اضافی اقدامات کیلئے درخواست جمع کروائی- درخواست میں کہا گیا کہ:

"جنوبی افریقہ کو اس بات پر سخت تشویش ہے کہ رفح کے خلاف غیر معمولی فوجی کارروائی جیسا کہ اسرائیل کی ریاست نے اعلان کیا ہے، جینوسائیڈ کنونشن اور عالمی عدالت انصاف کے 26 جنوری 2024ء کے حکم نامے کے تحت سنگین اور ناقابل تلافی خلاف ورزیوں میں مزید بڑے پیمانے پر ہلاکتوں، نقصانات اور تباہی کا باعث بنے گا"-

اس ہنگامی صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلے ہی جنوبی افریقہ نے آئی سی جے سے مطالبہ کیا کہ وہ اِس معاملے پر غور وفکر کرے کہ آیا رفح میں بگڑتی صورتحال اس بات کا تقاضا کرتی کہ عالمی عدالتِ انصاف رولز آرٹیکل 75(1) کے تحت اپنے اختیارات کا استعمال کرے تاکہ انسانی حقوق کی مزید خلاف ورزیوں کو روکا جا سکے- جنوبی افریقہ بھی غزہ میں فلسطینیوں کی صورتحال کے مدِ نظر مزید کارروائی کرنے کا اپنا حق محفوظ رکھتا ہے-

16 فروری 2024ء کو عالمی عدالت انصاف نے جنوبی افریقہ کی جانب سے فلسطینیوں کی حفاظت کے لیے فوری اقدامات کرنے کی درخواست کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ:

"غزہ کی صورتحال پر عدالت کی طرف سے 26 جنوری 2024ء کے اپنے حکم نامے میں بتائے گئے عارضی اقدامات پر فوری اور مؤثر عمل درآمد کا مطالبہ کرتی ہے"-

"The Court emphasizes that the State of Israel remains bound to fully comply with Its obligations under the Genocide Convention and with the said Order, including by ensuring the safety and security of the Palestinians in the Gaza Strip".

عدالت اس بات پر زور دیتی ہے کہ:

"ریاست اسرائیل جینوسائیڈ کنونشن اور مذکورہ عدالتی حکم کے تحت اپنی ذمہ داریوں کی مکمل تعمیل کرنے کی پابند ہے، بشمول غزہ کی پٹی میں فلسطینیوں کی حفاظت اور سلامتی کو یقینی بنانے کے"-

6 مارچ 2024ء کو جنوبی افریقہ نے عدالت سے مزید ہنگامی اقدامات کی نشاندہی کرنے اور 26 جنوری 2024ء کو بتائے گئے اپنے ہنگامی اقدامات میں ترمیم کرنے کی درخواست کی -اسی طرح 28 مارچ 2024ء کو عدالت نے اپنے 26 جنوری 2024ء کے فیصلے میں بتائے گئے عبوری اقدامات کی توثیق کرتے ہوئے اضافی ہنگامی اقدامات کی نشاندہی کی-

10 مئی 2024ء کو، جنوبی افریقہ نے عدالت میں ایک فوری درخواست دائر کی تاکہ ہنگامی اقدامات کی نشاندہی اور عدالت کے ذریعہ پہلے تجویز کردہ ہنگامی اقدامات میں ترمیم کی جائے جو کہ غزہ میں نسل کشی کے جرم کی روک تھام اور سزا سے متعلق کنونشن کے اطلاق سے متعلق ہے-

24 مئی 2024ء کو بین الاقوامی عدالت انصاف کی طرف سے جاری کردہ پریس ریلیز کے مطابق، ترمیم کی درخواست اور جنوبی افریقہ کی طرف سے پیش کردہ ہنگامی اقدامات کی نشاندہی پر عدالت نے اپنا حکم جاری کیا-

24 مئی 2024ء کو غزہ کی پٹی (جنوبی افریقہ بمقابلہ اسرائیل) میں نسل کشی کے جرم کی روک تھام اور سزا کے کنونشن کے اطلاق سے متعلق کیس میں عدالت نے واضح کیا کہ:

1. عدالت اپنے 26 جنوری 2024ء اور 28 مارچ 2024ء کے احکامات میں بتائے گئے عارضی اقدامات کی توثیق کرتی ہے جنہیں فی الفور اور مؤثر طریقے سے نافذ کیا جانا چاہیے-

2. ریاست اسرائیل نسل کشی کے جرم کی روک تھام اور سزا کے کنونشن کے تحت اپنی ذمہ داریوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے رفح میں شہریوں کو درپیش بگڑتے حالاتِ زندگی کے پیشِ نظر درج ذیل عارضی اقدامات کی نشاندہی کرے۔

- اسرائیل رفح میں فوری طور پر اپنے فوجی حملے اور دوسری کارروائیوں کو روک دے جو غزہ میں فلسطینی گروہ کو نامساعد حالات میں مبتلا کر سکتی ہے جو اس کی مکمل یا جزوی طور پر جسمانی تباہی کا باعث بن سکتی ہے۔
- ہنگامی بنیادوں پر درکار بنیادی خدمات اور انسانی امداد کے پیمانے پر بلا روک ٹوک فراہمی کے لیے رفح کراسنگ کو کھول دے۔
- اسرائیل کسی بھی کمیشن آف انکوائری، تحقیقاتی مشن یا اقوام متحدہ کے مجاز اداروں کی طرف سے نسل کشی کے الزامات کی تحقیقات کے لیے مقرر کردہ دیگر تحقیقاتی ادارے کی غزہ تک بلا روک ٹوک رسائی کو یقینی بنانے کے لیے مؤثر اقدامات کرے۔

3. عدالت یہ بھی فیصلہ کرتی ہے کہ اسرائیل کی ریاست اس عدالتی فیصلے کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر اس حکم کو نافذ کرنے کے لیے کیے گئے تمام اقدامات کے بارے میں عدالت کو رپورٹ پیش کرے۔

مغربی دنیا کا ردِ عمل:

18 اپریل کو امریکہ نے فلسطین کے حق میں ایک مجوزہ قرارداد کو ویٹو کر دیا جس سے فلسطین اقوام متحدہ کا 194 واں رکن بن جاتا تھا۔ الجزیرہ کی ایک رپورٹ کے مطابق اقوامِ متحدہ کے 193 ممبرز میں سے 143 ممبر نے فلسطین کو ریاست مانا جبکہ مغربی ممالک جن میں امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا، جاپان اور ساؤتھ کوریا نے فلسطین کو ریاست تسلیم نہیں کیا۔

جرمنی کے وائس چانسلر اور اقتصادی امور اور ماحولیاتی تحفظ کے وزیر رابرٹ ہیبیک نے حالیہ رولنگ کے بعد اپنے بیان میں کہا کہ اسرائیل نے غزہ کی پٹی میں اپنے اقدامات سے بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حد سے تجاوز کیا ہے۔ میڈیا کی جانب سے جب حکومت کی طرف سے اسرائیل کو فوجی مدد کے حوالے سے آخری حد (Red line) کے بارے میں پوچھا گیا تو ہیبیک نے کہا کہ جرمنی نے بارہا کہا ہے کہ رفح پر حملہ غلط تھا اور اسرائیل کو یہ حملہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔

اس بات پر زور دیتے ہوئے کہ اسرائیل کو بین الاقوامی قانون کی پاسداری کرنی چاہیے، ہیبیک نے کہا: ”قحط، فلسطینی آبادی کا مصائب، غزہ کی پٹی میں حملے - جیسا کہ ہم اب عدالت میں دیکھ رہے ہیں- بین الاقوامی قانون سے مطابقت نہیں رکھتے“۔

بیلجیئم کی وزیر خارجہ حدجہ لحبیب نے ایکس پر ایک پوسٹ میں کہا کہ: ”بیلجیم عدالتی فیصلے پر فوری عمل درآمد کا مطالبہ کرتا ہے۔ غزہ میں تشدد اور انسانی مصائب کا سلسلہ بند ہونا چاہیے- ہم جنگ بندی، یرغمالیوں کی رہائی اور دو ریاستوں کے لیے مذاکرات کا مطالبہ کرتے ہیں“۔

بین الاقوامی عدالت انصاف (ICJ) کے فیصلے کی روشنی میں، ڈنمارک نے جنوبی غزہ کی پٹی کے شہر رفح میں تمام اسرائیلی فوجی کارروائیوں کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا- سرکاری میڈیا آؤٹ لیٹ DR کے مطابق وزیر خارجہ لارس لوکے راسموسن (Lars Lokke Rasmussen) نے کہا کہ:

> *"I look at the ruling that has been made with extreme seriousness, and I hope that it is also a seriousness that descends in Israel".*

”میں اس فیصلے کو دیکھ رہا ہوں جو انتہائی سنجیدگی کے ساتھ جاری کیا گیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ سنجیدگی اسرائیل میں پیدا ہوگی“۔

انہوں نے مزید کہا کہ:

”اب اس صورتحال کے بارے میں بین الاقوامی برادری کا قانونی جائزہ موجود ہے اور یہ اس سیاسی

جائزے کے بھی مطابق ہے جو ڈنمارک کی حکومت نے بھی ایک طویل عرصے سے اپنا رکھی ہے- یعنی ہمیں جنگ بندی کرنی چاہیے، نہ کہ زمینی کارروائی"-

ناروے کے وزیر خارجہ ایسپن باتھ ایدے (Espen Bathe Eide)نے کہا کہ:

"میں امید کرتا ہوں کہ اسرائیل ان اقدامات پر عمل کرے گا جن کا حکم دیا گیا ہے- عدالت اور اس کے فیصلوں کا احترام، بشمول عبوری اقدامات کا حکم دینے کے اختیار کے علاوہ بین الاقوامی قانون اور بین الاقوامی قانونی نظام کے استحکام کے لیے ناگزیر ہے"-

یورپی یونین کے اعلیٰ سفارت کار جوزپ بوریل نے اس فیصلے کے جواب میں کہا:

"ہمیں قانون کی حکمرانی کے بین الاقوامی اداروں کے لیے اپنی حمایت یا اسرائیل کی حمایت میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہو گا"-

ہیومن رائٹس واچ (HRW) نے جمعہ کے روز بین الاقوامی عدالت انصاف (ICJ) کی طرف سے اسرائیل کو غزہ کی پٹی کے جنوبی علاقے رفح میں فوری طور پر اپنا فوجی حملہ روکنے کے لیے جاری کیے گئے فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے-

عدالت نے دیگر چیزوں کے علاوہ، اسرائیل کو انسانی امداد کے لیے رفح کراسنگ کھولنے کا حکم دیا اور اس بات کو یقینی بنانے کے لیے کہ غزہ میں اس کے اقدامات شہریوں کے تحفظ کے لیے ضروری ہیں-لہذا، ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں-

ایمنسٹی انٹرنیشنل نے بھی مطالبہ کیا ہے کہ اسرائیل کو غزہ کی پٹی کے جنوبی علاقے رفح میں فوجی آپریشن فوری طور پر روکنے کے لیے بین الاقوامی عدالت انصاف کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیے-

مسلم دنیا کارد عمل:

مملکت سعودی عرب آئی سی جے کے فیصلے کو سراہتی ہے، جو فلسطینی عوام کے اخلاقی اور قانونی حق کی جانب ایک مثبت قدم ہے-

مملکت نے عالمی برادری سے مطالبہ کیا کہ وہ فلسطینی عوام کے خلاف ہر قسم کی جارحیت کو روکنے کے لیے اپنی ذمہ داریاں ادا کرے-

ترکیہ کی وزارت خارجہ نے کہا کہ:

"دنیا میں کوئی بھی ملک قانون سے بالاتر نہیں ہے-ہم توقع کرتے ہیں کہ عدالت کی طرف سے لیے گئے تمام فیصلوں پر اسرائیل کی جانب سے جلد عمل درآمد کیا جائے گا-اس کو یقینی بنانے کے لیے، ہم اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کو اپنا کردار ادا کرنے کی دعوت دیتے ہیں"-

پاکستانی وزارت خارجہ کے مطابق:

"پاکستان بین الاقوامی عدالت انصاف (ICJ) کے اضافی عارضی اقدامات کا خیر مقدم کرتا ہے جس میں اسرائیل کو نسل کشی کنونشن کے تحت اپنی ذمہ داریوں اور شہریوں کو درپیش بگڑتے ہوئے انسانی حالات کے مطابق رفح میں فوجی کارروائی کو فوری طور پر روکنے کا حکم دیا گیا ہے"-

پاکستان نے مزید مطالبہ کیا کہ:

"جیسا کہ ICJ کے تازہ ترین فیصلے کے مطابق اسرائیلی قابض حکام کو چاہیے کہ وہ رفح کراسنگ کو انسانی امداد کی بلا روک ٹوک فراہمی کے لیے کھلا رکھیں اور کسی بھی کمیشن آف انکوائری، فیکٹ فائنڈنگ مشن یا دیگر تحقیقاتی ادارے کی غزہ پٹی تک بلا رکاوٹ رسائی کو یقینی بنائیں- اقوام متحدہ نسل کشی کے الزامات کی تحقیقات کرے"-

مصری وزارت خارجہ کا کہنا تھا کہ:

"مصر اسرائیل سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ نسل کشی کے جرم کی روک تھام اور سزا کے کنونشن اور بین الاقوامی انسانی قانون کے فریم ورک کے اندر اپنی قانونی ذمہ داریوں کی تعمیل کرے اور آئی سی جے کے جاری کردہ

تمام عبوری اقدامات کو نافذ کرے، جو قانونی طور پر پابند اور قابل نفاذ تصور کیے جاتے ہیں، جیسا کہ وہ اعلیٰ ترین بین الاقوامی عدالتی ادارے کے ذریعے جاری کیے جاتے ہیں"۔

مزید کہا کہ:

"مصر اس بات پر زور دیتا ہے کہ اسرائیل قابض طاقت کے طور پر غزہ کی پٹی میں بگڑتے ہوئے انسانی حالات کی مکمل قانونی ذمہ داری قبول کرے اور مصر اسرائیل سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ انسانی حقوق کے عالمی قوانین کی تمام دفعات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے فلسطینی عوام کو نشانہ بنانے، بھوک اور محاصرے پر مبنی اپنی منظم پالیسیاں بند کرے"۔

مالدیپ کے صدر محمد معیزو نے بھی اس فیصلے کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ:

"اسرائیل کو اس حکم پر عمل کرنا چاہیے اور رفح میں ناقابل بیان ظلم و بربریت کو فوری طور پر بند کرنا چاہیے۔ اسے انسانی امداد کے محفوظ راستے کی اجازت دینے کے لیے رفح کراسنگ کو بھی کھولنا چاہیے"۔

ملائیشیا کی وزارت خارجہ نے بھی آئی سی جے کے فیصلے پر ایک بیان جاری کیا:

"ملائیشیا بین الاقوامی برادری پر زور دیتا ہے کہ وہ اضافی اقدامات کی تعمیل کیلیے اسرائیل پر دباؤ بڑھائے، کیونکہ ایسا کرنے میں ناکامی صرف بین الاقوامی قانون کے تقدس کا مذاق اڑائے گی"۔

فلسطین کو تسلیم کرنے اور رملہ میں سفارت خانہ کھولنے کا اعلان:

جس دن اسپین، ناروے اور آئرلینڈ نے فلسطین کو ریاست تسلیم کرنے کا اعلان کیا۔اس سے قبل اکثر یورپی ممالک پہلے ہی فلسطینی ریاست کو تسلیم کر چکے تھے۔ان میں ہنگری، پولینڈ، سویڈن، مالٹا، قبرص، رومانیہ، جمہوریہ چیک، سلوواکیہ اور بلغاریہ شامل ہیں۔اسی دن کولمبیا کے صدر نے رملہ میں اپنا سفارتخانہ کھولنے کا اعلان کیا۔

اختتامیہ:

عالمی عدالتِ انصاف کی بارہا مرتبہ رولنگ دینے کے باوجود مظلوم فلسطینیوں پر اسرائیلی جارحیت میں اضافہ انتہائی تشویش ناک ہے۔ اسرائیلی جارحیت میں بچوں، عورتوں، بزرگوں اور نوجوانوں کو کاٹا جارہا ہے۔بشمول غزہ اور رفح اکثر فلسطینی علاقے خاک کے ملبے بن چکے ہیں۔اسرائیل کی اس کھلی جارحیت اور بربریت پر نام نہاد مہذب دنیا کی محض لفظی کلامی باتوں سے اسرائیل کے کانوں تک جوں بھی نہیں رینگتی ہے۔عدل پر مبنی انصاف ہی اسرائیلی جارحیت کو روک سکتا ہے ورنہ انسانیت، یوگنڈا نسل کشی کے بعد کھلی آنکھوں سے ایک بہت بڑی انسانی نسل کشی کی راہ دیکھ رہی ہے۔

☆☆☆

مغربی یونیورسٹیوں میں فلسطینیوں سے اظہارِ یکجہتی کی انوکھی مثال

احمد القادری

فلسطین میں جو انسانیت سوز سانحہ بپا ہوا ہے اسے تصور کرنا بھی مشکل ہے- غزہ میں اب تک 34 ہزار سے زائد افراد ہلاک ہو چکے ہیں، جن میں اکثریت خواتین اور بچوں کی ہے- اس کے بارے میں تھوڑا سوچیں کہ ہلاکتوں میں زیادہ تر خواتین اور بچے ہیں- نسل کشی کے واقعات میں سے بھی یہ ایک انوکھا واقعہ ہے- اکیسویں صدی میں، جب دنیا سب کچھ دیکھ رہی ہے، ہر روز ہم اسرائیلی افواج کے ہاتھوں بے رحمانہ قتل کا مشاہدہ کر رہے ہیں-

نسل کشی کے ساتھ ساتھ، ہم نے دنیا بھر میں فلسطینیوں کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کا بھی ایک قابل ذکر اظہار دیکھا ہے- مسلم دنیا اور خاص طور پر یہاں پاکستان میں، ہم فخر کے ساتھ ہمیشہ اپنے فلسطینی بھائیوں کے ساتھ کھڑے رہے ہیں- لیکن یہ امر بھی قابل دید اور قابل تعریف ہے کہ مغربی اقوام کے بہت سے لوگوں نے فلسطینیوں کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا ہے- حکومتی نمائندگان کے علاوہ، ہم نے اسپین، ناروے، آئرلینڈ، برطانیہ، امریکہ، جنوبی افریقہ اور دیگر مغربی ممالک میں یکجہتی کا ناقابل یقین اظہار دیکھا ہے-

ایسے ہی افراد کا ایک گروپ، جس کی تعریف کی جانی چاہئے، وہ امریکہ کی جامعات (Universities) کے طلباء ہیں- غزہ میں فلسطینیوں پر اسرائیل کی نسل کشی کے آغاز کے بعد سے، امریکہ بھر کے طلباء باہر نکلے ہیں اور اپنے یونیورسٹی کیمپس میں فلسطینیوں کے ساتھ ناقابل یقین اظہارِ یکجہتی کیا ہے- آئیوی لیگ (Ivy League) کی بہت سی جامعات جن میں ہارورڈ، کولمبیا اور یونیورسٹی آف پنسلوانیا شامل ہیں، ان میں ہونے والے مظاہرے محض فلسطینیوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لیے نہیں کیے جا رہے- یقیناً یہ ایک اہم وجہ ہے، لیکن دوسری اہم بات یہ بھی ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ یہ جامعات اسرائیل کے ساتھ اپنی سرمایہ کاری کو منظر عام پہ لائیں جس کیلئے انہیں جوابدہ ٹھہرایا جائے- اس کے علاوہ وہ جامعات سے یہ بھی مطالبہ کر رہے ہیں کہ وہ ایسی اسلحہ ساز کمپنیوں سے

دستبردار ہو جائیں جو اسرائیل کو نسل کشی میں استعمال ہونے والے ہتھیار فراہم کرتی ہیں۔

تاہم یہ افسوسناک ہے کہ یکجہتی کا یہ اظہار ساتھ میں کچھ مسائل بھی لایا ہے۔ طلباء کو اپنے پُرامن احتجاج کیلیے طاقت کے سخت استعمال اور تادیبی کارروائیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اپریل 2024ء سے اب تک صرف امریکی کیمپسز میں 2900 سے زیادہ افراد کو گرفتار کیا جا چکا ہے، جن میں فیکلٹی (faculty) بھی شامل ہے۔ نیویارک میں کولمبیا یونیورسٹی، جو کہ ایک آئیوی لیگ یونیورسٹی ہے، نے فلسطین کے ساتھ اظہار یکجہتی کے لیے احتجاج کرنے والے 217 افراد کو گرفتار کیا۔ دیگر جامعات جن میں زیادہ تعداد میں گرفتاریاں ہوئیں ان میں یونیورسٹی آف کیلیفورنیا، لاس اینجلس (University of California in Los Angeles) میں 243 گرفتاریاں، یونیورسٹی آف میسا چوسٹس (University of Massachusetts) میں 130 گرفتاریاں، یونیورسٹی آف ٹیکساس آسٹن (University of Texas in Austin) میں 136 گرفتاریاں اور یونیورسٹی آف واشنگٹن (University of Washington) میں 100 گرفتاریاں ہوئیں۔ گرفتاریوں کے علاوہ کچھ طلباء کو احتجاج میں شرکت کی وجہ سے ڈگری مکمل کرنے سے بھی روک دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر، ہارورڈ یونیورسٹی نے 13 طلباء کو گریجویشن سے روک دیا کیونکہ انہوں نے فلسطینیوں سے یکجہتی کے لیے احتجاج میں حصہ لیا تھا۔

یہ کچھ ناقابل یقین حقائق ہیں۔ لاس اینجلس میں یونیورسٹی آف کیلیفورنیا کی طرح پرامن احتجاج کرتے ہوئے طلباء کو ہجوم کے ہاتھوں طاقت کے استعمال کا سامنا بھی کرنا پڑا جہاں 30 اپریل 2024ء کو رات کے وقت کیمپس میں ڈھکے ہوئے چہروں اور لاٹھی بردار افراد کے ایک گروپ نے احتجاج پر حملہ کیا۔ پولیس کو کیمپس اور اس مقام پر پہنچنے میں 3 گھنٹے لگ گئے جو بالکل ناقابل یقین ہے کیونکہ کیمپس پولیس

نے کبھی بھی کیمپس میں کسی معاملے کیلئے پہنچنے میں اتنی دیر نہیں لگائی۔ کوئی بھی شخص جو مغرب کے کسی بھی یونیورسٹی کیمپس میں گیا ہے وہ جانتا ہے کہ ان کے اپنے پولیس محکمے اور ٹیمیں ہیں جو سیکیورٹی کی صورتحال خراب ہونے پر فوری حرکت میں آتے ہیں۔

ایک اور اہم پیش رفت جس کا سہرا امریکی جامعات میں بلند حوصلہ طلباء کو جاتا ہے وہ ایسی جامعات میں اہم پوزیشن پر موجود بہت سے افراد کے استعفے ہیں۔ آئیوی لیگ جامعات کے صدور جیسا کہ ہارورڈ اور یونیورسٹی آف پینسلوینیا کے صدور کو اپنے عہدوں سے سبکدوش ہونا پڑا کیونکہ ان پہ امریکی حکومت کی جانب سے دباؤ تھا کہ ان کی جامعات میں ہونے والے مظاہروں کو کس طرح نمٹا گیا تھا۔ کولمبیا یونیورسٹی کے صدر کو بھی امریکی کانگریس میں حاضر ہونا پڑا اور اپنے کیمپس میں ہونے والے احتجاج کے حوالے سے سوالات کے جوابات دینے پڑے۔

امریکی جامعات کے کیمپسز پر اس طرح کے مظاہروں نے امریکی حکومت کو متحرک کیا ہے جو اس بات کو یقینی بنانے کی کوشش کر رہی ہے کہ ایسے مظاہروں کا انعقاد طلبہ کے لیے اور عمومی طور پر امریکی افراد کے لیے مشکل سے مشکل تر ہو۔

امریکی آئین کی پہلی ترمیم کے تحت اظہار رائے کی آزادی ایک تسلیم شدہ حق ہے اور احتجاج کا حق اسی زمرے میں آتا ہے اس لیے احتجاج کی بھی اجازت ہے- اس قانون میں کچھ چیزوں کو استثناء حاصل ہے جیسا کہ ایسے بیانات جو تشدد کو بھڑکاتے ہیں، یا ایسے بیانات جو قومی سلامتی کو خطرہ بناتے ہیں، یا جو بغیر ثبوت کے کسی کے خلاف بہتان تراشی کرتے ہیں- یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ پُرامن احتجاج ان میں سے کسی استثناء کے تحت نہیں آتا ہے- اس کے باوجود، اس طرح کے مظاہروں کو امریکہ کے مختلف کیمپسز میں پولیس کی وحشیانہ اور غیر قانونی کارروائی کا سامنا کرنا پڑا ہے جن میں نیویارک میں کولمبیا اور لاس اینجلس میں یونیورسٹی آف کیلیفورنیا بھی شامل ہیں-

شاید یہ امر زیادہ تشویشناک ہے کہ امریکی حکومت اس وقت اسرائیل سے متعلق کسی بھی احتجاج کو سنسر کرنے کی کوشش کر رہی ہے- یکم مئی 2024ء کو ایوان نمائندگان (House of Representatives)، جو کہ امریکی کانگریس کا ایوان زیریں ہے، نے ایک بل منظور کیا- یہ بل سام دشمنی (anti-semitism) کے معنی کو نئے سرے سے بیان کرتا ہے- اس نئی تعریف میں، اب اس میں کوئی بھی ایسا بیان یا فعل شامل ہے جو اسرائیل پر تنقید کرتا ہو- یہ بل اب امریکی کانگریس کے ایوان بالا یعنی سینیٹ میں بھیجا گیا ہے- اگر یہ سینیٹ سے منظور ہو جاتا ہے تو عملی طور پر اسرائیل پر کسی بھی قسم کی تنقید کو ایک غیر قانونی فعل تصور کیا جائے گا- ایسا قانون اظہارِ رائے کی آزادی کے لیے نقصان دہ ہوگا کیونکہ اس سے پہلے کبھی بھی کسی ریاست پر تنقید کو غیر قانونی قرار نہیں دیا گیا- ہمارے یہاں ایک عمومی سوچ یہ بھی موجود ہے کہ مغرب آزادی اور جمہوریت کا چیمپئن اور رول ماڈل ہے-

یہ سب معاملات ظاہر کرتے ہیں کہ ”انصاف کی پاسداری“ اور ”انسانی حقوق کا تحفظ“ نہ صرف ایک فریب ہے بلکہ یہ مغربی جمہوریتوں کی منافقت کو سامنے لاتا ہے جو اپنی اقدار کی بنیاد پر نہیں بلکہ اپنے قومی مفادات کی بنیاد پر اپنا فریق چنتے ہیں- ایسی دنیا میں جہاں ہر کوئی ہمارے خلاف ہے، مسلم ممالک کو اپنے اختلافات کو ایک طرف رکھ کر فلسطین میں اپنے مظلوم بھائیوں اور بہنوں کے تحفظ پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے-

☆☆☆

خوجالے نسل کشی کی 32ویں برسی

انصاف کا مطالبہ

مسلم انسٹیٹیوٹ کے زیر اہتمام، 26 فروری 2024ء کو نیشنل لائبریری، اسلام آباد میں ایک سیمینار بعنوان ”خوجالے نسل کشی کی 32 ویں برسی: انصاف کا مطالبہ“ کا انعقاد کیا گیا- مسلم انسٹیٹیوٹ کے پبلک ریلیشن آفیسر جناب آصف تنویر اعوان نے نظامت کے فرائض سرانجام دیئے جبکہ سیمینار میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی-

معزز مقررین کے خیالات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

صاحبزادہ سلطان احمد علی (چیئرمین مسلم انسٹیٹیوٹ)

آذربائیجان کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کی تاریخی اہمیت ہے- ہمارے مضبوط تعلقات صدیوں پرانی باہمی تاریخ، ثقافت، رسم و رواج، مذہب، جغرافیے اور مشترکہ مسائل کی بنیاد پہ استوار ہیں-1992ء خوجالے کی نسل کشی ایک گھناؤنا ظلم ہے جو آذربائیجان میں ہمارے بہن بھائیوں کو آرمینیا کے ہاتھوں برداشت کرنا پڑا- انسانیت کے خلاف اس طرح کی ظالمانہ کارروائیوں کو یاد رکھنا ہمیں یاد دلاتا ہے کہ انسانیت کے خلاف جرائم کے دستاویزی ریکارڈ اور اس طرح کی کارروائیوں کے خلاف دنیا بھر میں مذمت بھی انسانوں کو دوبارہ اسی طرح کے کام کرنے سے روکنے کے لیے کافی نہیں ہے- اسرائیلی افواج کی طرف سے بے بس فلسطینیوں کے خلاف غیر انسانی اور غیر قانونی کارروائیاں یا اسی طرح بے گناہ کشمیریوں کے خلاف بھارتی افواج کی کارروائیاں اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہیں- گزشتہ برس 7 اکتوبر سے اب تک 29 ہزار سے زائد فلسطینی اسرائیلیوں کے ہاتھوں نسل کشی کا شکار ہو چکے ہیں- جبکہ غیر قانونی مقبوضہ جموں و کشمیر میں بھارتی فورسز نے گزشتہ ساڑھے تین دہائیوں میں ایک لاکھ کے قریب کشمیریوں کا قتلِ عام کیا ہے- ہمیں پالیسی ڈسکورس پیدا کرنے اور فیصلہ سازوں کو شامل کرنے کے لیے زیادہ فعال ہونا ہو گا جو خوجالے، غزہ اور کشمیر جیسے مظالم سے بچنے کے لیے ٹھوس اقدام کر سکیں-

عزت مآب خضر فرہادوف (پاکستان میں آذربائیجان کے سفیر)

26 فروری 2024ء آذر بائیجانیوں کے خلاف آرمینیائی مسلح افواج کی طرف سے کی گئی خوجالے نسل کشی کی 32 ویں برسی ہے- اس خونی سانحے میں ہزاروں آذربائیجانیوں کی ہلاکت یا گرفتاری شامل تھی- پورا شہر زمین بوس کر دیا گیا تھا- 25 سے 26 فروری 1992ء کی رات میں آرمینیائی مسلح افواج نے خوجالے پر قبضہ کر لیا- حملہ آوروں نے خوجالے کو تباہ کر دیا اور خاص طور پر اس کی پرامن آبادی پر ظلم و بربریت کا سلسلہ شروع کیا- خوجالے نسل کشی کے نتیجے میں شہر کے 5379 باشندوں کو زبردستی بے دخل کر دیا گیا- 63 بچوں، 106 خواتین اور 70 بزرگ شہریوں سمیت 613 افراد کو بے دردی سے قتل کیا گیا-

1275 کو گرفتار کیا گیا، یرغمال بنایا گیا اور تشدد کا نشانہ بنایا گیا جبکہ 487 زخمی ہوئے۔

آرمینیا کی طرف سے جمہوریہ آذربائیجان کے خلاف جارحیت کے دوران خوجالے کا قتل عام اور دیگر جرائم جن میں جنگی جرائم، انسانیت کے خلاف جرائم اور نسل کشی شامل ہیں، بین الاقوامی انسانی اور انسانی حقوق کے قانون کی سنگین خلاف ورزیاں ہیں۔ ان میں نسل کشی کے جرم کی روک تھام اور سزا کے کنونشن کی خلاف ورزیاں شامل ہیں۔ آذربائیجان اس بات پہ یقین رکھتا ہے کہ قومی سطح پر اور موجودہ بین الاقوامی قانون کے فریم ورک کے ذریعے اٹھائے جانے والے اقدامات سے سنگین جرائم کے مرتکب افراد کو انصاف کے کٹہرے میں لانے میں مدد ملے گی۔

پروفیسر ڈاکٹر تغرل یامین (مصنف اور تجزیہ کار)

پاکستان 12 دسمبر 1991ء کو آذربائیجان کی آزادی کو تسلیم کرنے والی پہلی ریاستوں میں سے ایک تھا اور اس وقت کے پاکستانی صدر فاروق لغاری کسی ریاست کے پہلے سربراہ تھے جنہوں نے آذربائیجان کا دورہ کیا۔ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جو آرمینیا کو تسلیم نہیں کرتا۔ آذربائیجان اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قراردادوں کے تحت مسئلہ جموں وکشمیر کے پرامن حل کی حمایت کرتا ہے۔ پاکستان اور آذربائیجان کے درمیان انتہائی قریبی فوجی تعلقات ہیں۔ پاکستان اب آذربائیجان کو جے ایف 17 تھنڈر طیارے فروخت کر رہا ہے۔ آج ہم خوجالے کے قتل عام کی 32 ویں برسی منا رہے ہیں۔ یہ وہی وقت تھا جب بوسنیا، سربیرینیکا میں ایک اور نسل کشی ہو رہی تھی جہاں ہزاروں نوجوان مسلمان مارے گئے تھے اور بہت سی خواتین کی عصمت دری کی گئی تھی اور آبادی کی بڑے پیمانے پر نقل مکانی کروائی گئی تھی۔ خوجالے قصبے میں سابق سوویت یونین کے کچھ فوجیوں کے ساتھ آرمینیائی افواج کے ذریعے آذربائیجان کے شہریوں کا قتل عام، پورے کاراباخ تنازعے میں سب سے بڑا واحد قتل عام بن گیا۔ آج غزہ میں ایک اور نسل کشی ہو رہی ہے، جو پچھلے سال 7 اکتوبر کو شروع ہوئی تھی اور یہ اب بھی پوری دنیا کی جانب سے متعدد اپیلوں کے باوجود جاری ہے۔ اسرائیلی انسانی بنیادوں پر جنگ بندی کے لیے تیار نہیں۔ تقریباً 30000 فلسطینی مارے جا چکے ہیں جن میں نصف سے زیادہ خواتین اور بچے ہیں۔ یہ نہ صرف انسانیت کے خلاف جرم ہے بلکہ ہم سب کیلئے باعث شرم ہے۔

میجر جنرل (ر) خالد عامر جعفری (صدر CSAIS انسٹیٹیوٹ)

1991ء کے آخر میں اور 1992ء کے آغاز میں سمندر سے سمندر تک ایک ریاست بنانے کی آرمینیائی خواہش پر عمل درآمد شروع ہوا۔ آرمینیائی حکومت بین الاقوامی قانونی اصولوں کو نظر انداز کرتے ہوئے، اپنے نظریے کی پیروی میں کسی بھی قسم کے جرائم اور بربریت کا سہارا لینے پر انحصار کا مظاہرہ کرتے ہوئے، کاراباخ کو ضم کرنا چاہتی تھی۔ خوجالے نسل کشی آذربائیجان کے خلاف آرمینیا کی جارحانہ جنگ کے دوران پرامن آذربائیجانیوں کے خلاف سب سے بڑا جرم ہے۔ خوجالے میں آرمینیائی مقصد اسٹریٹجک رکاوٹ (کاراباخ کے پہاڑی علاقوں میں آذربائیجان کے باشندوں) کو ختم کرنا تھا۔ اس کا ایک اور مقصد خوجالے کو زمین بوس کرنا تھا کیونکہ خوجالے قدیم زمانے سے آذربائیجان کی تاریخ اور روایات کی عکاسی کرتا تھا، اس الگ ثقافت کو آذربائیجان کی تاریخ میں خوجالے کے ابتدائی باب کے طور پہ مانا جاتا ہے۔ ان تمام مادی اور ثقافتی یادگاروں اور خوجالے قبرستان کی تباہی جو کہ تاریخ کے قدیم ترین قبرستانوں میں سے ایک ہے، عالمی ثقافت کے خلاف بربریت اور جارحیت کی واضح مثالیں ہیں۔ خوجالے پر قبضہ کرکے، آرمینیا کا مقصد

کاراباخ کے علاقے کے دیگر اضلاع پر حملہ کرنا، اسٹریٹجک بلندیوں کو حاصل کرنا اور سازگار مواقع حاصل کرنا تھا۔

عزت مآب ڈاکٹر مہمت پچاچی (پاکستان میں ترکیہ کے سفیر)

آج ہم تاریخ کے ایک تاریک لمحے کو یاد کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں جس نے بہت سے لوگوں کے دلوں پر انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ 26 فروری 1992ء کو خوجالے کا قصبہ آرمینیائی مسلح افواج کے وحشیانہ حملے کا شکار ہو گیا۔ شہریوں کے خلاف یہ جرائم لامحالہ ہمیں پچھلی صدی کے آغاز میں آرمینیائی بنیاد پرست اور قوم پرست مسلح گروہوں کے ہاتھوں اناطولیہ اور قفقاز میں لاکھوں عثمانی شہریوں کے قتل عام کی یاد دلاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خوجالے میں کیا گیا وحشیانہ قتل عام اسی سابقہ قتل عام کا تسلسل تھا۔ ترکیہ اور آذربائیجان کے درمیان تعلقات کو ایک قوم کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔

ہم فلسطین میں بچوں، خواتین کو نشانہ بنانے والے اسرائیل کے حملوں کے بارے میں بے حد فکر مند ہیں جو کہ تاریخی قتل عام کے تناسب سے ہیں۔ اس موقع پر غزہ میں جاری انسانی تباہی کو روکنا ضروری ہے۔ میں مسئلہ کشمیر کے حل کا بھی ذکر کرنا چاہوں گا جو جنوبی ایشیا میں دیرپا امن، استحکام اور خوشحالی کے لیے ناگزیر ہے۔

سینیٹر ولید اقبال (علامہ محمد اقبال کے پوتے)

مَیں خوجالے نسل کشی کے 613 شہداء کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور لاشوں کے مسخ کرنے کی مذمت کرتا ہوں۔ مَیں اس قتل عام کو نسل کشی قرار دینے کے لیے 17 ممالک کی قیادت کرنے پر ترکیہ کی تعریف کرتا ہوں اور مَیں علامہ محمد اقبال کے نئے سال کے پیغام کے ساتھ انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں:

”جدید دور علم میں اپنی ترقی اور اپنی بے مثال سائنسی ترقی پر فخر کرتا ہے۔ بلاشبہ فخر جائز ہے۔ لیکن ان تمام تر پیشرفت کے باوجود سامراج کا ظالم ملک جمہوریت، قوم پرستی، کمیونزم، فاشزم کے نقابوں میں اپنے چہرے کو ڈھانپے ہوئے ہے، اس کے علاوہ اور کیا ہے۔ ان نقابوں کے نیچے روئے زمین کے کونے کونے میں آزادی کے جذبے اور انسان کی عزت نفس کو اس طرح پامال کیا جا رہا ہے جس کی مثال انسانی تاریخ کے سیاہ ترین دور میں بھی نہیں ملتی۔ دنیا اس وقت تک شکاری درندوں کی جنگ کا میدان رہے گی جب تک پوری دنیا کی تعلیمی قوتیں انسانوں میں انسانیت کے لیے احترام پیدا کرنے کی ہدایت نہیں کرتیں۔ صرف ایک اتحاد قابل اعتبار ہے اور وہ اتحاد انسان کا بھائی چارہ ہے جو نسل، قومیت، رنگ یا زبان سے بالاتر ہے“۔

صدارتی کلمات

سینیٹر مشاہد حسین سید (چیئرمین، دفاعی کمیٹی سینیٹ)

مجھے اس حقیقت پر بہت فخر ہے کہ سینیٹ آف پاکستان نے سب سے پہلے خوجالے کے قتل عام کو نسل کشی قرار دیا۔ ہم کاراباخ کے مقصد کے لیے بہت مضبوط عزم رکھتے ہیں۔ یہ آذری آبادی کے خلاف آرمینیائی جارحیت اور نسلی انتہاپسندی کی ایک طویل تاریخ تھی۔ اکتوبر اور نومبر 1947ء میں مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کا قتل عام دوسری جنگ عظیم کے بعد پہلا قتل عام تھا۔ اس کے بعد افریقہ کے شہر روانڈا میں ایک اور ہولناک قتل عام ہوا جہاں 90 دنوں میں 10 لاکھ لوگ مارے گئے۔ مودی کے دور میں بھارت کی ریاست گجرات میں ہونے والا قتل عام بھی ایک نسل کشی تھا۔ روہنگیا میں، تقریباً 43 ہزار لوگ مارے جا چکے

ہیں اور اب تک 10 لاکھ لوگوں کو ان کی سرزمین سے بے دخل کر دیا گیا۔

جینوسائیڈ واچ کے مطابق، بھارتی مقبوضہ کشمیر اور آسام میں نسل کشی ہو رہی ہے۔ سب سے خوفناک صورتحال یہ ہے کہ اب ہم غزہ کے قتل عام کا مشاہدہ کر رہے ہیں جو کہ دنیا کی تاریخ کا پہلا ٹیلی وائزڈ قتل عام ہے۔ یہ بہت ضروری ہے کہ جب ہم خوجالے کے قتل عام اور نسل کشی کو یاد کرتے ہیں تو ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ ایسے واقعات دوبارہ کبھی نہیں ہونے چاہئیں۔

وقفہ سوال وجواب

عالمی برادری کا مسلم کمیونٹی اور باقی دنیا کے لیے دوہرا معیار ہے۔ جب مشرقی تیمور اور جنوبی سوڈان میں تنازعات پیدا ہوئے تو فوراً ریفرنڈم کرائے گئے، جبکہ کشمیر، فلسطین اور کاراباخ میں ابھی تک کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا گیا۔

صدر الہام علیو نے آرمینیا کے خلاف فیصلہ کن کارروائی کی، انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس اقوام متحدہ کی قرارداد ہے، ایسے اصول ہیں جو اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق ہیں کیونکہ آرمینیا نے نہ صرف اس علاقے پر غیر قانونی قبضہ کیا تھا بلکہ آذربائیجان کی آبادی کو قتل کر کے انسانیت کے خلاف جرائم کا ارتکاب بھی کیا تھا۔ پاکستان اور ترکیہ دونوں صدر الہام علیو کی حمایت کرتے ہیں۔

صدر رجب طیب اردگان نے 26 اپریل 2024ء کو استنبول میں فلسطین پر بین الاقوامی کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کیا ہے جو کہ قابل تعریف ہے۔

حیدر علیو کو آذربائیجانی قوم کا رہنما سمجھا جاتا ہے۔ انہوں نے سوویت آذربائیجان کے آئین کو تبدیل کیا اور آذربائیجان کے مستقبل کے فوجی کیڈٹس کے لیے پہلا ملٹری اسکول قائم کیا۔ انہوں نے آذربائیجان میں صنعت کاری کا آغاز کیا جس سے ملک کی ترقی میں مدد مل رہی ہے۔ سیاسی اصلاحات کے ذریعے سیاسی استحکام اور اقتصادی ترقی آذربائیجان کیلیے حالات سے نمٹنے کے لیے مفید ثابت ہوئی۔

پروگرام کے اختتام پہ مقررین کو لوح یادگار پیش کیے گئے۔

☆☆☆

زوالِ منطق

وسیم فارابی
شعبہ فلسفہ، جی سی یونیورسٹی لاہور

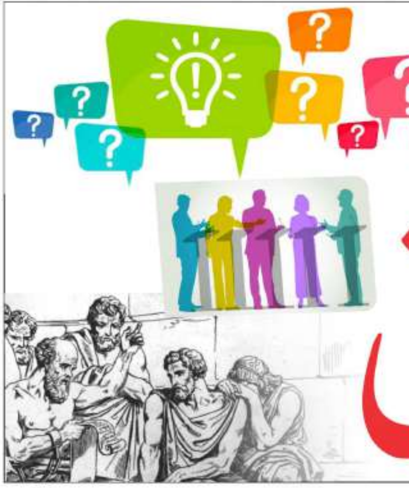

ابتدائیہ:

اخلاقی اقدار کا دائرہ یوں تو بہت وسیع ہے لیکن ان میں سے سب سے اہم گفتگو کے اسلوب ہیں- جب لوگ ایک معاشرے میں باہم مل جل کر رہتے ہوں تو وہاں ان کا ایک دوسرے سے باہمی تعلق لازماً بات چیت کے ذریعے ہی پروان چڑھتا ہے- بات چیت کے ذریعے لوگ ایک دوسرے کو جانتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ اپنے خیالات اور نظریات کا تبادلہ کرتے ہیں- اب بات چیت کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے- عوامی گفتگو اور علمی گفتگو- عوامی گفتگو میں روزمرہ کے حالات زندگی پر بات ہوتی ہے جس میں لوگ معاشرتی اور بالخصوص معاشی معاملات پر تبادلہ خیال کرتے ہیں- عوامی گفتگو کے اسلوب بہت ہی بنیادی نوعیت کے ہوتے ہیں جس میں شائستگی اور لہجے کی نرمی پر زور دیا جاتا ہے تاکہ لوگوں کے درمیان باہمی محبت اور ہم آہنگی میں اضافہ ہو- مگر علمی گفتگو کا معاملہ اس سے بہت الگ اور پیچیدہ ہے- علمی گفتگو کے ذریعے لوگ عموماً اپنے مذہبی، معاشی اور سیاسی نظریات پر ایک دوسرے سے بحث کرتے ہیں جس میں ہر کسی کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ اپنے نظریات کو حقیقی اور مؤثر ثابت کرے- لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک شخص کس طرح دوسروں کو قائل کر سکتا ہے کہ وہ اپنی رائے پر کسی دوسرے کی رائے کو بہتر یا سراسر غلط تسلیم کر لے- اس لیے علمی گفتگو میں گفتگو کے اسلوب کے ساتھ ساتھ ایک تسلی بخش اور عمدہ طریقہ کار بھی درکار ہے جس کے ذریعے سے دو لوگوں کے درمیان بہتر طریقے سے فیصلہ سازی کی جا سکے کہ کس کی بات زیادہ مؤثر اور حقیقت پر مبنی ہے وگرنہ گفتگو کا نتیجہ ہٹ دھرمی اور شدت پسندی کی صورت میں سامنے آئے گا اور معاشرے میں سچ اور جھوٹ کا معیار بھی باقی نہیں رہے گا-

علمی گفتگو کے اس طریقہ کار کی ضرورت پر ہر زمانے میں بات کی گئی ہے- سقراط کو اپنے زمانے میں جب یہ مسئلہ پیش آیا تو اس نے اس خطرے کو سامنے رکھتے ہوئے اور کسی بات کی حقیقت تک پہنچنے کے لئے اپنا ایک طریق تحقیق (Socratic Method) متعارف کروایا- اگر اس کے سامنے کوئی بات کی جاتی تھی تو وہ اس پر سوال کرتا تھا اور اتنے کڑے اور گہرے سوال کرتا تھا کہ سوال کرنے والے کی کم فہمی اور جہالت اس پر کھل کر واضح ہو جاتی تھی- اس منطقی طریقے کی سادہ سی مثال علامہ اقبال کی کتاب "Stary Refelction" سے لی جا سکتی ہے- کسی نے اقبال سے پوچھا کہ کیا آپ خدا کے وجود پہ یقین رکھتے ہیں تو اقبال نے جواب دیا کہ میں آپ کے سوال کا جواب ضرور دوں گا مگر مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ آپ خدا، وجود اور یقین سے کیا مراد لیتے ہیں؟ اس بات سے اقبال نے علمی گفتگو کا طریقہ واضح کر دیا کہ کسی علمی سوال کا جواب دینے سے پہلے سوال کرنے والے کی علمی و فکری وسعت جان لینا ضروری ہے وگرنہ گفتگو کا نتیجہ بے جا بحث بازی اور الزام تراشی کی صورت میں سامنے آئے گا-

پاکستان ایک ایسا ملک ہے جس میں مختلف قسم کی قومیں آباد ہیں جن میں سے ہر کسی کی اپنی ایک منفرد تاریخی، ثقافتی اور سماجی شناخت ہے- یہ سب قومیں آپس میں ایک دینی شناخت کی بنیاد پر جڑی ہوئی ہیں جو کہ مزید کئی چھوٹے چھوٹے مسالک میں بٹی ہوئی ہیں- یہ بات ناممکن ہے کہ پاکستان کی عوام کا ایک دوسرے کے ساتھ مذہبی، سیاسی و سماجی نظریات پر خیالات کا تبادلہ نہ ہو اور اس کی صورت میں کئی قسم کے علمی و فکری مسائل پیدا نہ ہوں- پاکستان کے وجود میں آتے

ہی اسے عوامی و ملکی سطح پر کئی فکری مسائل کا سامنا درپیش تھا جن میں فتنہ قادیانیت، پاکستان کی قومی زبان کا مسئلہ، شیعہ سنی فسادات، صوبائی کشمکش بہت اہم ہیں- موجودہ دور میں سیاسی تقسیم، مذہبی انتہاپسندی، نسل و قوم پرستی، مذہبی فرقہ واریت اور اخلاقی پستی وہ نمایاں مسائل ہیں جن کی وجہ سے پورے ملک کا امن و امان خراب ہو چکا ہے- عوامی و ملکی دونوں سطحوں پر مذہبی وسیاسی نظریات کو لے کر ایک جنگ کا میدان سجا ہوا ہے جس میں نہ صرف عوام بلکہ مختلف سیاسی و مذہبی جماعتیں اپنے نظریات کی سچائی اور برتری کے لئے اپنے مخالفین کے ساتھ بحث مباحثے کرتے نظر آتے ہیں- لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس علمی و فکری دنگل میں سچ و یا جھوٹ کو جاننے کا معیار کیا ہے؟ ان مباحث کے حالات اور عوام کی اخلاقی گراوٹ سے ایک بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان مباحث میں کسی منطقی طریقہ کار کو بالکل بھی استعمال نہیں کیا جاتا اور نہ ہی عوام میں منطقی شعور ہے-

آخر اس منطقی زوال کی وجہ کیا ہے؟ وہ کیا عناصر ہیں جن کی وجہ سے پاکستان میں منطق کا زوال آیا ہے؟ یہاں پر پاکستان کے تین اہم علمی طبقوں میں منطق کے استعمال اور اس کی ترویج پر بات کی جاسکتی ہے کہ انہوں نے پاکستان میں منطق کے فروغ اور استعمال کیلئے کوئی کوشش کی ہے یا نہیں-

تعلیمی اداروں کا کردار:

منطق چونکہ فلسفہ کی ایک شاخ ہے اس لیے منطق کی تعلیم کو فروغ دینے کیلئے تعلیمی اداروں میں فلسفے کے علم کو فروغ دینا انتہائی ناگزیر ہے- اس وقت پاکستان میں چار سو سے زائد گورنمنٹ اور پرائیوٹ جامعات ہیں- لیکن المیے کی بات یہ ہے کہ اکثر جامعات میں فلسفے کا شعبہ ہی نہیں ہے- حالانکہ ان میں کچھ جامعات بین الاقوامی سطح پہ بھی مشہور ہیں اور چند ایک کی مشہوری کی وجہ بھی سوشل سائنسز کے مضامین ہیں مگر افسوس ان اداروں میں بھی سوشل سائنسز کی ماں کا درجہ رکھنے والا علم یعنی علمِ فلسفہ کا شعبہ ہی نہیں ہے-

پاکستان میں فلسفے کا شعبہ فقط گورنمنٹ کے تعلیمی اداروں میں ہے جن سے فقط پانچ جامعات میں فلسفہ کا شعبہ ہے جن میں یونیورسٹی آف دی پنجاب لاہور، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور، یونیورسٹی آف پشاور، یونیورسٹی آف کراچی اور بہاالدین زکریا یونیورسٹی ملتان شامل ہیں- ان یونیورسٹیز میں بھی فلسفہ پڑھنے والے طلباء کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے اور ان اداروں کی طرف سے علم فلسفہ کو فروغ دینے کیلئے علمی یا تشہیری مہم کا ثبوت بھی نہیں ملتا- اس کے علاوہ جو طلباء فلسفہ پڑھ رہے ہیں ان کی اکثریت کو یہ پریشانی لاحق ہے کہ اس تعلیم کو حاصل کرنے کے بعد ان کو کون نوکری دے گا- حتی کہ بعض طلباء نے یہاں تک انکشاف کیا کہ ان کے اردگرد کے لوگ اور بعض اساتذہ بھی ان کو یہ طعنے دیتے ہیں کہ آپ کو فلسفہ پڑھنے کا مشورہ کس نے دے دیا کیونکہ اس کو پڑھنے کے بعد آپ کی نوکری کے مواقع انتہائی کم ہیں-

پاکستان کے تعلیمی اداروں میں فلسفہ اور منطق کی زبوں حالی کا ذمہ دار کسے ٹھہرایا جاسکتا ہے؟

سب سے پہلے تو پاکستان کے تعلیمی اداروں پر بہت بڑا اعتراض ہے کہ جنہوں نے اس علم کے فروغ کیلئے کوئی بھی کوشش نہیں کی- پاکستان بننے کے بعد سے اب تک، تعلیمی اداروں میں فلسفہ پڑھنے اور پڑھانے کا رجحان خطرناک حد تک کم ہوا ہے مگر پاکستان کی حکومت اور اس کے تعلیمی اداروں کے پاس اپنے دفاع کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ انہوں نے اس کمی کو روکنے اور فلسفہ و منطق کو فروغ دینے کیلئے کوئی کوشش کی ہو؟ شروع شروع کے عشروں میں پاکستان میں فلسفیانہ کانفرنس کے اجلاس منعقد ہوتے تھے اور مختلف جریدوں میں فلسفہ و منطق کو پروان چڑھانے کیلئے محققین اپنی رائے پیش کرتے تھے مگر اداروں کی غیر دلچسپی کی وجہ سے وہ کوششیں بھی بالآخر بند ہو گئیں-

ان تعلیمی اداروں پر دوسرا اعتراض یہ ہے کہ انہوں نے دیگر علوم بالخصوص سائنس، ٹیکنالوجی اور معاشیات سے متعلق علوم کو فروغ دینے کیلئے تو ان تھک کوششیں کیں مگر

فلسفہ جیسے انتہائی ضروری اور اہم علم پر کسی نے توجہ نہیں دی- اگر طلباء کی بات کی جائے تو بظاہر یہی نظر آتا ہے کہ وہ ہوا کے رخ کو دیکھ کر اپنے تعلیمی مضمون کا چناؤ کرتے ہیں- تعلیمی اداروں نے ایسا ماحول بنا دیا کہ اداروں میں ایسے نوجوان پیدا کیے جائیں جو ایسا علم حاصل کریں جس سے ان کو سرکار کی یا کسی سرمایہ دار کی ملازمت مل جائے- سرمایہ دارانہ نظام تو کبھی بھی ایسے علم کو فروغ نہ دے جس سے ان کی آمدن میں اضافہ نہ ہو اور فلسفہ کی سرمایہ دارانہ نظام کو کیا ضرورت ہے؟ اس لیے ہمارے نوجوانوں کی اکثریت ڈاکٹر، انجینئر یا بنک کے ملازم بننا چاہتی ہے- جس سے ان کو دو وقت کی روٹی کمانا نصیب ہو سکے- ملک و قوم کی سیاسی، سماجی، مذہبی اور اخلاقی ضروریات کی جب تعلیمی اداروں کو ہی نہیں فکر ہے طلباء پر الزام دینا تو بالکل بے جا ہی ہو گا-

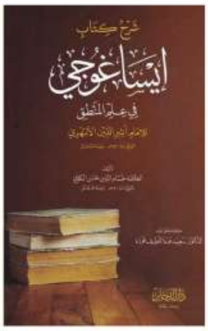

مذہبی مدارس کا کردار:

دوسرا طبقہ مذہبی مدارس ہیں جہاں مذہبی تعلیم دی جاتی ہے اور معاشرے کیلئے علماء تیار کیے جاتے ہیں اگر تاریخی طور پر دیکھیں تو مذہبی معاشروں میں عوام کی فکری و اخلاقی تربیت میں علماء کا کردار بہت اہم رہا ہے- چونکہ علماء بغیر کسی واسطے کے عوام کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں اس لیے وہ عوام کی بہتر طریقے سے تربیت کر سکتے ہیں- پاکستانی معاشرہ چونکہ ایک مذہبی معاشرہ ہے اور اس لیے اس میں عوام کی تربیت میں علماء کرام کا کردار زیادہ اہم ہو جاتا ہے- پاکستان کے گلی محلے کے کونے کونے پر موجود مساجد اس بات کی دلالت کرتی ہیں کہ پاکستان کی عام عوام کے ساتھ سب سے زیادہ گہرا تعلق ان مساجد کے علماء کا ہے جو ان کو ان کی زندگی کے مختلف معاملات پر مشاورت بھی دیتے ہیں- لیکن اس کے باوجود عوام کے اندر آئے دن بڑھتی ہوئی انتہا پسندی اور باہمی نفرت کی وجہ کیا ہو سکتی ہے؟

اس کی بنیادی وجہ بھی مدارس میں منطق کی تعلیم کا فقدان ہے- ایک وقت تھا کہ برصغیر کے مدارس میں علماء کو منطق پر کئی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں جن میں صغریٰ، کبریٰ، ایساغوجی، تہذیب، شرح تہذیب، قطبی مع میر قطبی، قاضی مبارک، حمد اللہ، ملاحسن، سلم العلوم کے نام نمایاں ہیں- مگر اس وقت ان میں سے شرح تہذیب اور قطبی کے علاوہ کوئی کتاب نہیں پڑھائی جاتی- برصغیر منطق و معقولات میں ہمیشہ زرخیز اور سرسبز رہا ہے، حیرت و تعجب کے ساتھ تاسف بھی ہوتا ہے کہ جس خطے کے علمائے دین میں عبد الحق دہلوی، محب اللہ بہاری، عبد الحی لکھنوی، عبد العلی لکھنوی اور فضل حق خیر آبادی جیسے نابغۂ روزگار اساتذۂ منطق گزرے ہیں وہاں دینی درسگاہیں منطق و معقول کا متضاد ماحول لئے بیٹھی ہیں- اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں تو مسلم فلاسفہ اور متکلمین کا منطق پر بہت ہی اہم اور منفرد کام دیکھنے کو ملتا ہے- منطق کا بانی ارسطو کو کہا جاتا ہے اس لئے اسے "معلم اول" کہتے ہیں اور "معلم ثانی" محمد ابو نصر الفارابی کو کہا جاتا ہے (جسے لاطینی میں فرابیوس لکھا جاتا ہے)- ابو نصر فارابی کی کتاب الجدول کا انگریزی ترجمہ کیمبرج یونیورسٹی نے شائع کیا ہے جس کے دیباچے میں ڈیوڈ ڈیپسقول نے بھی یہ بات دہرائی ہے کہ ارسطوئی منطق کی مغربی و مشرقی روایت میں ابو نصر الفارابی سے بڑا کوئی شخص پیدا نہیں ہوا- ابو نصر الفارابی سے لے کر امام فخر الدین رازی تک کئی فلاسفہ اور متکلمین نے نہ صرف یونانی منطق پر کتابیں لکھیں بلکہ ان منطقی اصول کی شروحات بھی پیش کیں تاکہ علمی مباحث کو بہتر طریقے سے سلجھا کر کسی بھی موضوع کی حتمی حقیقت تک پہنچا جا سکے جہاں جا کر سچ اور جھوٹ کھل کر واضح ہو جائے- لیکن یہاں بھی المیہ یہ ہے کہ مدارس میں منطق کی وہ نایاب کتب پڑھائی ہی نہیں جاتی کہ جس سے علماء میں منطقی گفتگو کی عادت پیدا ہو- اکثر و بیشتر یہی دیکھنے کو ملتا ہے کہ علماء آپس میں بھی مناظرہ یا بحث کرتے ہیں

تو ان میں شدت پسندی، جنونیت اور جذباتی پہلو نمایاں ہوتا ہے- اپنے مخالف کی بات کو اچھے سے سمجھ کر اس کو منطقی انداز میں جواب دینا تو جیسے ان کی عادت میں ہی شامل نہیں ہے- صرف اپنے نظریات اور اپنی رائے کو دوسرے پر برتر ثابت کرنے کیلیے منطق کی بجائے جذبات کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے-

اگر کوئی اس پر یہ اعتراض کرے کہ علماء منطق کو علماء سے مباحث کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں تو عوام کا منطق سے کیا تعلق ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب علماء کی گفتگو منطق پر مبنی ہو گی اور وہ منطقی اصولوں سے اپنے علمی مباحث کو طے کریں گے تو عوام میں یہ عادت خود بخود پیدا ہونا شروع ہو جائے گی- عوام کی عادت ہے کہ وہ اپنے سے بڑے علمی لوگوں اور بالخصوص مذہبی لوگوں سے اثر قبول کر رہے ہوتے ہیں اور ان کے گفتگو کے طریقے سے عوام میں بھی ویسی عادت پیدا ہو جاتی ہیں- مثال کے طور پر، لکھنؤ میں ادب اور شعر جب عام ہو گیا تو شعراء کا کلام سن سن کر عوام کے اندر شعر کو جانچنے اور زبان کے بہتر استعمال کا اتنا کمال پیدا ہو گیا تھا کہ میر ببر علی انیس جیسے شعراء بھی عوام کے سامنے اپنا کلام پیش کرتے ہوئے احتیاط برتتے تھے کہ عوام بھی اس ہنر سے واقف ہے اور کسی بھی وقت مجھے ٹوکا جا سکتا ہے-

اس لیے اگر علماء اپنی گفتگو کو منطقی طریقے سے کریں گے اور منطق کو پروان چڑھائیں گے تو آہستہ آہستہ لوگوں میں بھی اس بات کا شعور پیدا ہو گا کہ ہمیں دوسروں کے ساتھ بات کرتے ہوئے سچائی یا جھوٹ کو جاننے کے لیے منطقی اصولوں کو سامنے رکھنا چاہیے- اگر ایسا نہ ہو گا تو عوام میں غیر منطقی گفتگو، جذباتیت اور شدت پسندی پروان چڑھے گی جس کے نتیجے میں لوگوں کے درمیان اختلافات میں اضافہ ہو گا، دشمنی اور حسد جیسے جذبات پیدا ہوں گے جو کہ ہمیں پاکستان میں واضح طور پر دکھائی دے رہا ہے-

قانون دانوں کا کردار:

تیسرا طبقہ قانون دانوں کا ہے جس میں وکلاء اور قاضی صاحبان شامل ہیں- اگر منطق کی اہمیت کی بات جائے تو یہ سب سے زیادہ قانون دان حضرات کے لئے اہم ہے جن کے شعبے کی بنیاد ہی منطق پر ہے- وکلاء حضرات دلائل کا سہارا لے کر اپنی بات کو سچ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں- کسی بھی جج کی عدالت میں ایک فیصلہ کسی وکیل کی ذاتی رائے یا نظریات کی بنیاد پر نہیں دیا جاتا بلکہ وہ فیصلہ اس وکیل کے دلائل کی بنیاد پر کیا جاتا ہے آیا کہ وہ جج صاحب کو اپنی منطق سے قائل کر سکتا ہے یا نہیں- منطقی طریق سے فیصلہ سازی کا طریقہ بہت ہی پرانا ہے جس کا استعمال یونانیوں اور رومیوں کے ہاں بہت ہی نمایاں نظر آتا ہے- منطقی بنیادوں پر قانون سازی اور فیصلہ سازی میں سب سے بنیادی کام سسرو (Cicero) اور سینیکا (Seneca) کا ملتا ہے جو قانون سازی میں فلسفہ اور منطق کے قوانین کو بروئے کار لائے- اس طرح سے منطق کی ترویج کے لیے قانون دانوں کا کردار بہت اہم بن جاتا ہے-

پاکستان کی بات کی جائے تو پاکستان کے قانون دانوں کی طرف سے بہتر قانون سازی کیلئے منطق کو پروان چڑھانے کی کوئی کوشش نظر نہیں آتی- منطق کو عدالت کی حدوں تک محدود کر دیا گیا ہے اور شخصی زندگی میں اس کی اہمیت اور افادیت پر نہ تو کوئی بات کی جاتی ہے اور نہ ہی اس کیلئے کوئی عملی کوشش کی جاتی ہے- اگر قانون دان حضرات کے سماجی رویوں کی بات کریں تو وہاں بھی شدت پسندی اور جذبات نمایاں نظر آتے ہیں- اپنی بات کو دلیل کی بنیاد پر منوانے کی بجائے طاقت اور حیلہ بازی کا سہارا لیا جاتا ہے- منطقی طریقہ کار کے عام نہ ہونے کی وجہ سے قانون بھی ایک دستاویزی سطح

تک محدود ہو گیا ہے جس میں جدت پسندی اور بہتری کی کوششیں بالکل نایاب ہیں۔

قانون کے شعبہ میں منطق کے اس فقدان کی کئی وجوہات ممکن ہو سکتی ہیں لیکن ایک وجہ جو کہ بہت ہی المناک ہے وہ یہ کہ پاکستان کے تعلیمی اداروں میں قانون پڑھنے والے طلباء کو پانچ سالہ ڈگری میں منطق پر فقط ایک مضمون Logic and Reasoning پڑھایا جاتا ہے۔ انہیں قانون پر تو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں اور قانون فہمی بھی سکھائی جاتی ہے لیکن ان قوانین کی بنیاد جن منطقی اصولوں پر ہے اور جس بنیاد پر قوانین تیار ہوتے ہیں، پرکھے جاتے ہیں اور ان میں وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں، طلباء کو اس ہنر سے روشناس ہی نہیں کرایا جاتا۔ اگر قانون دانوں کو منطق نہیں پڑھائی جائے گی اور صرف قانون کی شقیں ہی یاد کرائی جائیں گی تو وہ قانون کے حافظ تو بن جائیں گے لیکن قانون کے ماہر نہیں بن سکیں گے۔ قانون کا ماہر بننے کے لیے ضروری ہے کہ قانون دان کو منطق اور اس کے قوانین پر عبور حاصل ہو۔ شاید اسی لیے قانون دانوں کی طرف سے منطق کی ترویج کے لیے بھی کوشش نظر نہیں آتی کیونکہ ایک علم جس سے وہ خود مکمل طور پر واقف نہیں ہیں اس کی اہمیت اور اس کے افادیت سے وہ کس طرح واقف ہو سکتے ہیں۔ اسی علم کے فقدان کا اثر ہمیں ان کی اشتعال انگیزی اور جذباتی رویوں میں نظر آتا ہے۔

حرفِ آخر:

موجودہ صدی مکالمے کی صدی ہے جس میں انسان منطق اور دلیل کی بنیاد پر ہی اپنی بات منوا سکتا ہے۔ اگر کوئی غیر منطقی یا شدت پسندانہ طریقے اختیار کرے گا تو اس کی سچی بات بھی دنیا کے سامنے جھوٹ اور ہٹ دھرمی کی صورت میں سامنے آئے گی۔ سقراط کا اپنے دور کے نام نہاد دانشوروں (Sophists) سے سب سے بڑا جھگڑا ہی اسی بات کا تھا کہ سقراط باہمی گفتگو میں منطق اور تحقیق کا حامی تھا۔ اس کے نزدیک کسی بات کی سچائی تک پہنچنے کیلئے کڑی فکری تحقیق

لازمی ہے فقط لفظوں اور باتوں سے لوگوں کو بیوقوف بنا کر سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنا کر پیش کرنا سقراط کے نزدیک ایک گھناؤنا جرم تھا جس سے معاشرے میں سچ اور جھوٹ کا معیار ہی ختم ہو جائے گا۔ اس کے برعکس سوفسٹ پورے شہر میں گھومتے پھرتے تھے اور اپنی لفاظی اور شعلہ بیانی سے سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنا دیتے تھے اور اس درمیان سچ اور جھوٹ کو پرکھنے کا کوئی پیمانہ باقی ہی نہیں رہتا تھا۔ کچھ یہی حال آج ہمارے معاشرے کا ہے جس میں آئے روز نئے نئے دانشور علمی دعوے کرتے رہتے ہیں اور اپنی لفاظی سے عوام کو بیوقوف بناتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ پاکستانی عوام علمِ منطق سے کوسوں دور ہے۔ لہٰذا پاکستان میں آئے روز ایسے نام نہاد دانشور جنم لے رہے ہیں جو طرح طرح کے علمی دعوے کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور معاشرے میں شدت پسندی اور نفرت پھیلاتے ہیں۔ اگر پاکستان کو امن کا گہوارہ اور علم و تحقیق کی تجربہ گاہ بنانا ہے تو پاکستان میں فلسفہ اور منطق کی تعلیم کو فروغ دینا لازمی ہے۔

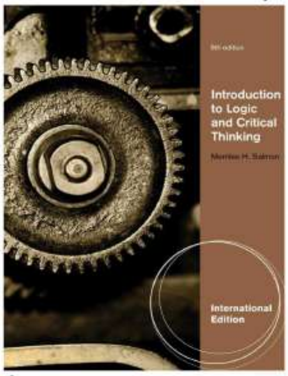

☆☆☆

منطق، دلیل اور ریاضی کے کلچر کو فروغ دیں تاکہ:

- شدت پسندی اور تشدد (گالی اور گولی) کا خاتمہ ہو
- چیخنے چلانے کی بجائے عقلی گفتگو کی جائے
- تعصب کی بجائے تدبر اور تذلیل کی بجائے دلیل کو جگہ ملے
- اختلافِ رائے کو برداشت کرنے، وسیع مکالمہ اور دوسروں کی بات کو سمجھنے کا ملکہ پیدا ہو
- نجی و معاشرتی زندگی میں محض جذبات کی بجائے فہم و ادراک سے فیصلے کرنے میں مدد ملے
- جستجو اور تحقیق کے نئے دروازے اور زاویے کھلیں
- علمی و اخلاقی اقدار پہ قائم مہذب معاشرے کی تعمیر ہو سکے
- استاد، محقق، عالم اور شیخ کے القابات دیئے جانے والی شخصیات کی ذہنی، علمی و فکری استعداد کی بلندی کو یقینی بنایا جا سکے
- ذاتِ حق، کائنات، زندگی، شعور اور حتی کہ خود دین اور اس کے احکام کی معرفت اور شناسائی کیلئے ذہنی و عقلی تحرک و معیار مہیا کیا جا سکے۔

ہر انسان فطرتِ اسلام پہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ:

"ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرتِ اسلام پہ پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بناتے ہیں"۔[1]

گویا کہ پیدائش کے بعد آدمی کے دین و مذہب کا سارا انحصار اس کی تربیت پر ہوتا ہے۔ جس تربیت اور آئیڈیالوجی میں وہ پروان چڑھتا ہے تاحیات اسی نظریہ کے اثرات کے زیرِ اثر رہتا ہے۔

تربیت و اصلاح کا آغاز ہمیشہ فرد سے شروع ہوتا ہے، افراد تک پہنچتا ہے پھر افراد سے معاشرے تک پہنچتا ہے۔ معاشرے کو زندہ رکھنے کیلئے لوگوں کا آپس میں متحد رہنا لازم ہے اور یہ اس وقت ممکن ہے جب لوگوں کو ذہنی اور فکری ہم آہنگی اور برابری کے تصور کے سانچے میں پروان چڑھایا جائے۔ اسلام نے معاشرے کی اصلاح اور تربیت کے لئے مسجد کا تصور پیش کیا ہے۔ یہاں پہ معاشرے کی ہر سطح پہ اور ہر جہت پہ تربیت ممکن ہوتی ہے۔ اب ہم اسلامی معاشرے میں مسجد کے تصور اور اس کے تاریخی پس منظر کو پیش کریں گے۔

مسجد کا لغوی اور اصطلاحی معنی:

"سَجَدَ یَسْجُدُ سُجُوْدًا"، باب "نَصَرَ یَنْصُرُ" سے ہے جس کا لغوی معانی "عاجزی و انکساری سے جھکنا، عبادت میں پیشانی و ناک زمین پر رکھنا" ہے۔ اسی سے "اَلْمَسْجِدُ و اَلْمَسْجَدُ" اسم ظرف ہے جس کے معانی "سجدہ کرنے کی جگہ یا عبادت کی جگہ ہے"۔[2] اصطلاح میں مسلمانوں کی عبادت گاہ کو مسجد کہتے ہیں۔

مسجد کی تاریخی حیثیت:

حضرت ابو ذر غفاری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے:

"میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ (ﷺ) اس روئے زمین پر سب سے پہلے کونسی مسجد تعمیر کی گئی؟ آپ (ﷺ) نے جواب ارشاد فرمایا: مسجد حرام، میں نے پھر عرض کیا اس کے بعد کونسی مسجد تعمیر کی گئی؟ تو آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: مسجد اقصیٰ، میں نے عرض کیا: ان دونوں کی تعمیر کے دوران کل کتنا وقفہ ہے تو آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: چالیس برس"۔[3]

---

[1] صحیح بخاری

[2] المنجد، (دار الاشاعت، کراچی، گیارھواں ایڈیشن، 1994ء)، باب: س-ج-د، ص: 457

[3] النسائی، أحمد بن شعیب بن علي ﷺ، سنن النسائی، ایڈیشن دوم (حلب، مكتب المطبوعات الإسلامية، 1406ھ)، باب: ذِكْرُ أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ أَوَّلًا، رقم الحدیث: 690، ج: 2، ص: 32

ان دونوں مساجد کی فضیلت کا اندازہ آپ فرامینِ رسول کریم (ﷺ) سے لگا سکتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ:

"مسجدِ حرام میں ایک نماز دوسری مساجد کی ایک لاکھ نمازوں سے بہتر ہے"۔[4]

مسجد اقصیٰ کے بارے میں حضرت ابو ذر غفاری (رضی اللہ عنہ) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب لوگوں کے پاس اپنے گھوڑے کی رسی جتنی بھی زمین نہیں ہو گی کہ وہاں سے وہ بیت المقدس کی زیارت ہی کر سکیں اور اتنی جگہ مل جانا بھی (جہاں سے وہ بیت المقدس کی زیارت کر سکیں) ان کے لئے دنیا و دنیا و مافیہا سے بہتر ہو گا"۔[5]

رسول اللہ (ﷺ) کی مسجد پاک کی فضیلت کا اندازہ اس ارشاد پاک سے لگائیں کہ:

"مسجد نبوی (ﷺ) میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے ثواب کے برابر ہے"۔[6]

مساجد بنانے کی ترغیب اور فضیلت:

مسجد بنوانے اور مسجد کے ساتھ تعاون کرنے والوں کے لئے بشارات دی گئی ہیں:

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"جس نے اللہ تعالیٰ (کی رضا) کے حصول کے لیے چھوٹی یا بڑی مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا"۔[7]

حضرت عمرو بن عبسہ (رضی اللہ عنہ) روایت بیان کرتے ہیں:

"جس شخص نے اس لئے مسجد بنائی تاکہ اس میں اللہ کا ذکر کیا جائے، اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا"۔[8]

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ سیّدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہروں کی پسندیدہ ترین جگہ مساجد ہیں اور ناپسندیدہ ترین جگہ بازار ہیں"۔[9]

مسجد کو صاف وستھرا رکھنا:

اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو حکم فرمایا کہ:

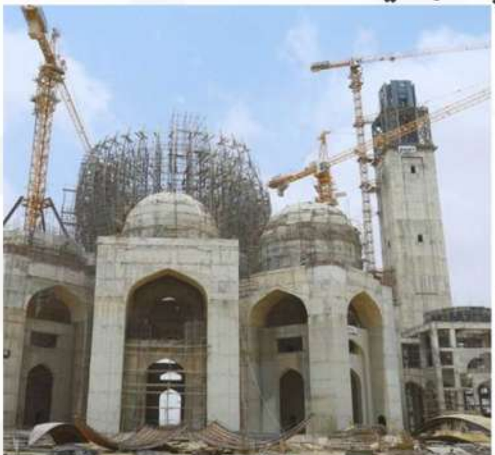

"وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَ الْقَآىٕمِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ"[10]

"اور میرا گھر ستھرا رکھ طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع سجدے والوں کیلئے"۔

اس آیت مبارک کی تفسیر میں صاحب نور العرفان فرماتے ہیں کہ:

"اس سے معلوم ہوا کہ مسجدوں میں جھاڑو دینا، انہیں صاف سُتھرا رکھنا، وہاں کی زینت کرنا سُنتِ ابراہیمی اور اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے"۔[11]

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ:

"سیدی رسول اللہ (ﷺ) نے محلوں میں مساجد بنانے، مساجد کی صفائی کرنے اور انہیں خوشبودار و معطر کرنے کا حکم مبارک ارشاد فرمایا ہے"۔[12]

---

[4] سنن ابن ماجه، كِتَابُ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَالسُّنَّةُ فِيهَا

[5] المستدرک للحاکم، كِتَابُ الْفِتَنِ وَالْمَلَاحِمِ/معجم الاوسط، ج:7، ص:103

[6] مشكاة المصابيح، كتاب الصلاة

[7] الترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی (المتوفى: 279هـ)، ایڈیشن دوم، (الناشر: شركة مكتبة و مطبعة مصطفے البابي الحلبي–مصر (1395ھ)، بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ بُنْيَانِ المَسْجِدِ، ج:2، ص:135، رقم الحديث:319

[8] سنن ترمذی، رقم الحديث:1635

[9] القشيرى، مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم (بيروت، دار إحياء التراث العربي) كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ، ج:1، ص:464

[10] الحج:26

[11] حکیم الامت، احمد یار خاں نعیمی بدایونی (رحمہ اللہ)، نور العرفان، (پاکستان: نعیمی کتب خانہ گجرات، اگست، 2013ء)، زیر آیت الحج:26

[12] الترمذی، محمد بن عیسی، سنن الترمذی، ایڈیشن دوم، (الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفے البابي الحلبي–مصر (1395ھ)، بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّظَافَةِ، ج:2، ص:489، رقم الحديث:594

حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ سیّدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”جو آدمی مسجد سے کسی تکلیف دہ چیز (گندگی، کوڑا کرکٹ وغیرہ) کو دور کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنا دیتا ہے“۔[13]

حضرت عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ:

”حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) ہر جمعہ مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں دھونی دیا کرتے تھے“۔[14]

حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مسجد کی صفائی کرنے کی فضیلت کے حوالے سے یہاں تک ارشاد مبارک فرمادیا کہ:

”جب میری امت کے (اعمال کے) اجر و ثواب کو میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو اس میں (ایک عمل) کوڑا کرکٹ جس کو کوئی آدمی مسجد سے باہر پھینکتا ہے اُس کا اجر بھی موجود ہوتا ہے“۔[15]

مساجد کو آباد کرنا:

مساجد کو آباد کرنے سے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَ لَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰٓىٕكَ اَنْ یَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ“[16]

”اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں“۔

اس آیت مبارک کی تفسیر میں شہبازِ لامکانی سیّدنا الشیخ عبد القادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کی مسجدیں جو خالص عبادت کیلیے تیار کی جاتی ہیں اور حق کی طرف توجہ کے لیے تعمیر کی جاتی ہیں اور اس کے ساتھ مناجات کیلیے بنائی جاتی ہیں، ان کی تعمیر وہ شخص کرتا ہے جو اللہ عزوجل پر ایمان لایا اور اللہ کی توحید میں یقینی علم کے مرتبہ پر متحقق ہوا اور آخری دن پر ایمان لایا اور جس کی طرف سب نے جانا ہے اور اس نے نماز قائم کی یعنی دائمی طور پر اپنا میلان و رجوع حق کی طرف رکھا اور زکوٰۃ ادا کی تاکہ نفس کو ان رکاوٹوں سے پاک کردے جو حقیقی توجہ کے دوران آتی ہیں یا کم از کم ان (رکاوٹوں) میں تخفیف کردے اور اللہ عزوجل کے سوا کسی اور سے نہ ڈرے یعنی اس کے دل میں کسی چیز کے فوت ہوجانے کا خوف نہ ہو اگر ہو تو صرف اس کا کہ اللہ تعالیٰ کہیں اس کے اعمال کو رد نہ فرمادے اور کہیں اس کی رضا سے محرومی نہ ہوجائے- پس قریب ہے کہ یہ نیک بخت طریقہ توحید میں کوشش کرنے والے، فناء کی فضاء کے مشتاق حضرات ہدایت یافتہ ہوں، مقام تسلیم و رضا میں پختہ ہوں اگرچہ اخلاص کی توفیق بھی انہیں اللہ عزوجل کی طرف سے ملتی ہے“۔[17]

حضرت ابو سعید (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”جب کسی شخص کو دیکھو کہ وہ مسجد میں آنے جانے کا عادی ہے تو اس کے ایمان کی گواہی دو- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”اللہ کی مساجد کو صرف وہی شخص آباد کرتا ہے جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان لایا““[18]

---

[13] ابن ماجة، محمد بن يزيد، سنن ابن ماجه، (الحلب: دار إحياء الكتب العربية)، كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ، ج:ا، ص:250- رقم الحديث:757-

[14] الموصلی، أحمد بن علي، مسند أبي يعلى، (دمشق، دار المأمون للتراث، 1404ھ)، مُسْنَدُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، ج:1، ص:170، رقم الحديث:190

[15] ابوداؤد، سليمان بن الأشعث (المتوفى:275ھ)، المراسيل، (بيروت: مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 1421ھ)، كِتَابُ اللباس، ج:1، ص:126، رقم الحديث:126

[16] التوبة:18

[17] الجیلانی، عبدالقادر، الفواتح الالهية و المفاتح الغيبية الموضحة للكلم القرآنية و الحكم الفرقانية، المسمیٰ تفسیر غوث جیلانی (الناشر، اکبر بُک سیلرز، لاہور، پاکستان، جنوری 2019ء)، زیر آیت: التوبہ:18

[18] الترمذی، محمد بن عیسیٰ، سنن الترمذی (المتوفى: 279ھ)، ایڈیشن دوم، (الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي–مصر (1395ھ)، بَابٌ: وَمِنْ سُورَةِ التَّوْبَةِ، ج:5، ص:277، رقم الحديث:3093

مسجد میں جانے کی ترغیب دینا:

حضرت ابو امامہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ سیّدی رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص صبح کے وقت مسجد میں کوئی نیکی کی بات سیکھنے یا معلوم کرنے کے لئے گیا تو اسے ایک کامل عمرہ کرنے والے کا ثواب عطا ہو گا اور جو شخص شام کے وقت مسجد میں کوئی نیکی کی بات سیکھنے یا معلوم کرنے کے لئے گیا تو اللہ ربّ العزت اسے کامل حج کرنے والے کا ثواب عطا فرمائے گا“۔[19]

حضرت ابو درداء (رضی اللہ عنہ) نے اپنے صاحبزادے سے ارشاد فرمایا:

”اے میرے بیٹے مسجد تیرا گھر ہونا چاہیے پس بے شک میں نے سیّدی رسول اللہ (ﷺ) کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: مسجد متقیوں کے گھر ہیں اور مسجد جس شخص کا گھر ہے اللہ تعالیٰ اس کیلئے راحت، رحمت اور پل صراط سے (سلامتی کے ساتھ) گزرنے کا ضامن ہے“۔[20]

مسجد کے ساتھ دلی محبت کرنا:

حضرت جابر بن سمرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ:

”حضور نبی کریم (ﷺ) صبح کی نماز پڑھنے کے بعد اپنے مصلیٰ پر تشریف فرما رہتے یہاں تک کہ سورج اچھی طرح نکل آتا“۔[21]

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

”جب تک بندہ مساجد میں نماز اور اللہ کے ذکر کے لیے ٹھہرا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے خوشی و مسرت کا اظہار فرماتا رہتا ہے جس طرح کسی گمشدہ کے گھر والے اس کے گھر واپس لوٹ آنے سے خوش ہوتے ہیں“۔[22]

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور نبی اکرم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

”سات آدمی ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا، جس روز اُس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا: اُن میں سے ایک وہ آدمی ہے جس کا دل مسجد میں لٹکا رہتا ہے“۔[23]

مسجد کی طرف پیدل چل کر جانے کی ترغیب دینا:

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے حضور نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

”کیا میں تمہیں ایسے عمل نہ بتاؤں جن سے اللہ گناہوں کو مٹاتا اور درجات کو بلند کرتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیوں نہیں، آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: ناگواری کے باوجود مکمل وضو کرنا اور مسجدوں کی طرف زیادہ چل کر جانا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا، سو یہی رباط (شیطان کے خلاف جنگ کی چھاؤنی) ہے“۔[24]

آدابِ مسجد:

مسجد کے آداب کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے کوڑا کرکٹ کو بھی ہر جگہ پر نہیں پھینک سکتے۔ جیسا کہ علامہ حصکفی (رحمۃ اللہ علیہ) درمختار میں لکھتے ہیں کہ:

”مسجد کی گھاس اور کوڑا کرکٹ ایسی جگہ نہ ڈالا جائے جہاں اس کی بے حرمتی ہوتی ہو۔ (اور اس کی تعظیم میں فرق آتا ہو)[25]

---

[19] حاکم، محمد بن عبداللہ ﷺ (المتوفی: 405ھ)، المستدرك على الصحيحين (بیروت، دار الكتب العلمية 1411ھ)، باب: فَأَمَّا حَدِيثُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ ﷺ، ج:1، ص:169، رقم الحديث:311

[20] ابن أبي شيبة، أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار (الناشر: مكتبة الرشد، الرياض) مَا جَاءَ فِي لُزُومِ الْمَسَاجِدِ، ج:7، ص:114. رقم الحديث:34610

[21] القشیری، مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم (بیروت، دار إحياء التراث العربي) كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةَ، ج:1، ص:464

[22] ابن ماجة، محمد بن یزید، سنن ابن ماجه، (الحلب: دار إحياء الكتب العربية)، كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ، ج:1، ص:262، رقم الحديث:800

[23] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحيح، ایڈیشن اولی، (دار: طوق النجاة-1422ھ)، كِتَابُ الأَذَانِ، ج:1، ص:133، رقم الحديث:660

[24] القشیری، مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم (بیروت، دار إحياء التراث العربي) كِتَابُ الطَّهَارَةِ، بَابُ فَضْلِ إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، ج:1، ص: 219

[25] درمختار، كتاب الطهارة، مطبع مجتبائی دہلی، ج:1، ص:34

مساجد کو تکلیف دہ چیز سے محفوظ رکھنا:

حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"جس نے اس بدبودار درخت لہسن اور پیاز میں سے کچھ کھایا ہو وہ ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے، کیونکہ جس چیز سے انسانوں کو ایذاء پہنچتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی ایذاء پہنچتی ہے"۔[26]

امام احمد رضاخان قادری (رحمۃ اللہ علیہ) فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں:

"امام عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، علامہ شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں کہ حدیث کے مطابق ہر اس شئے کا یہی حکم ہے جس کی بو اچھی نہ ہو خواہ وہ شئے کھائی جاتی ہو یا نہ"۔[27]

وضاحت:

اس سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مساجد میں بدبو دار چیز کو لے جانے سے اس لیے منع فرمایا گیا ہے کہ اس سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اس سے یہ مسئلہ مستنبط ہوا کہ ہر وہ شئے جس سے نمازیوں کو جسمانی تکلیف کا خطرہ ہو، مالی، اعتقادی یا مسجد کے سامان کے نقصان اور مسجد کا ماحول خراب ہونے کا خدشہ ہو تو ایسی ایذا دینے والی ہر چیز کا تدارک کیا جائے گا۔

مساجد کو گالم گلوچ اور فحش گفتگو سے محفوظ رکھنا:

مساجد اللہ تعالیٰ کے ذکر کیلئے بنائی جاتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کا آئینہ دار ہوتی ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ انہیں ہر قسم کی غیر اخلاقی گفت وشنید اور حرکات وسکنات سے پاک رکھا جائے۔ جیسا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"اپنے بچوں کو اپنے پاگل لوگوں کو اور اپنے بُرے لوگوں کو اور اپنی خرید وفروخت کو اور اپنے لڑائی جھگڑوں کو اور اپنی آوازوں کو اور اپنی تلوار سونتنے کو اور اپنی حدود قائم کرنے کو اپنی مسجدوں سے دور رکھو"۔[28]

مساجد کو ویرانی سے بچانا:

"وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِھَا"[29]

"اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ کی مسجدوں کو روکے ان میں نامِ خدا لئے جانے سے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے"۔

الکشاف میں ہے:

"حضرت عطا سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ پر بہت سے شہر فتح فرمائے تو آپؓ نے مسلمانوں کو مسجدیں بنانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ایک شہر میں دو مسجدیں نہ بنانا تاکہ ایک سے دوسری کو ضرر نہ پہنچے"۔[30]

ضرر پہنچنے سے مراد پہلی مسجد کی ویرانی ہے اگر دوسری مسجد پہلی مسجد کی ویرانی کا سبب بن رہی ہے تو دوسری مسجد کو ختم کیا جائے گا۔ اس سے بہت سارے مسائل کا استنباط کیا جا سکتا ہے۔

مسجد میں اجتماعی صورت میں جھراً ذکر کرنا

سیدنا حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ:

"عہدِ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں فرض نماز سے فارغ ہونے کے بعد بلند آواز سے ذکر (یعنی ذکر بالجہر) کرنا رائج تھا۔ حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے فرمایا کہ میں لوگوں کے (نماز سے) فارغ ہونے کو اسی سے جان لیتا جب میں اس (بلند آواز سے ذکر کرنے) کو سنتا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔[31]

---

[26] صحیح بخاری و مسلم

[27] ردالمحتار باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا، مصطفیٰ البابی مصر

[28] سنن ابن ماجہ/معجم الکبیر/مجمع الزوائد

[29] البقرہ:114

[30] فتاوی رضویہ ج16، ص328، رضاء فونڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، پاکستان

[31] البخاري، کتاب: الصلاۃ، باب: الذکر بعد الصلوۃ، مسلم، کتاب: المساجد ومواضع الصلاۃ، باب: الذکر بعد الصلاۃ،

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں کہ علامہ حموی نے امام شعرانی سے نقل کیا کہ:

"تمام اگلے اور پچھلے علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مساجد وغیرہ میں جماعت کے ساتھ ذکر بالجہر مستحب ہے ماسوا اس کے جب ان کے جہر سے سونے والے یا نماز پڑھنے والے یا قرآن پڑھنے والے کو تشویش اور خلل ہو"۔[32]

خفی طریقے سے ذکر کرنا

ذکرِ خفی کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ"[33]

"اور اپنے رب کو اپنے دل میں خوف اور عاجزی کے ساتھ یاد کرو اور زبان سے آواز بلند کیے بغیر صبح اور شام کو یاد کرو اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ"۔

حدیث پاک میں ہے کہ سب سے بہتر ذکر خفی ہے۔

حرام کمائی سے مسجد بنانا:

امام احمد رضا خان قادری (رحمۃ اللہ علیہ) فتاوی رضویہ میں تفسیر نسفی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

"کہا گیا ہے کہ جو مسجد بھی تفاخر، ریاکاری، مشہوری یا طلب رضائے الٰہی کے علاوہ کسی غرض کیلئے بنائی جائے یا ناپاک مال سے بنائی جائے تو وہ مسجد ضرار سے ملحق ہو گی"۔[34]

فقہ حنفی کی مشہور اور مستند کتاب تنویر الابصار میں ہے کہ:

"ایسا چراغ مسجد میں جلانا جائز نہیں ہے، جس میں نجس تیل ڈالا گیا ہو"۔[35]

حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایت کرتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

"اگر کوئی شخص حرام مال کماتا ہے اور پھر اس سے صدقہ کرتا ہے تو وہ اس کی طرف سے قبول نہیں ہوتا اور وہ اس میں سے جو خرچ کرتا ہے تو اس میں برکت نہیں ہوتی اور اگر وہ اسے ترکہ میں چھوڑ جاتا ہے تو وہ اس کے لیے آگ میں اضافے کا باعث بنتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ برائی کے ذریعے برائی ختم نہیں کرتا بلکہ وہ نیکی کے ذریعے برائی ختم کرتا ہے اور خبیث، خبیث کو ختم نہیں کرتا۔ (بلکہ نیکی کے ذریعے خبیث کو ختم کرتا ہے)"۔[36]

قبضہ کی زمین پر مسجد بنانا:

مسجد کا خالص لوجہ اللہ ہونا ضروری ہے جیسا کہ محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام (رحمۃ اللہ علیہ) فتح القدیر میں لکھتے ہیں:

"المسجد خالص لله سبحانه ليس لاحد فيه حق"

"مسجد خالص اللہ تعالی کے لئے ہے، اس میں کسی کا حق نہیں"۔[37]

اس لئے مسجد کے لئے زمین کو وقف کرنا شرط قرار دیا گیا ہے اور یہ اُسی صورت میں ہی ممکن ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ:

"واقف کے لیے ضروری ہے کہ وہ وقف کے وقت اُس چیز کا مالک ہو (تاکہ وقف کامل ہو۔)"

[32] درالمختار، ج:1، ص:444، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت، 1407ھ
[33] الاعراف:205
[34] فتاوی رضویہ ج16، ص328، رضاءفونڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، پاکستان
[35] فتاوی رضویہ ج16، ص347، رضاءفونڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، پاکستان
[36] مسند احمد/شرح السنہ
[37] فتح القدیر، کتاب الوقف، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، پاکستان

علامہ ابن عابدین شامی فتاوی شامی میں لکھتے ہیں کہ:

”اگر غاصب نے مغصوبہ شے کو وقف کیا تو وہ صحیح نہیں“۔

واقعات میں ہے جس شخص نے شہر کی فصیل پر مسجد بنائی مناسب نہیں ہے اس کے لیے کہ وہ اس میں نماز پڑھے کیونکہ یہ عام لوگوں کا حق ہے- کیونکہ یہ خالص اللہ تعالی کیلئے نہیں ہے یہ مغصوبہ زمین پر عمارت بنانے کی طرح ہے- مزید یہ کہ مسجد کیلئے زمین کا خالص اللہ کیلئے ہونا ضروری ہے- اس لئے ضروری ہے کہ پرائیویٹ یا سرکاری زمین پر بغیر وقف کامل کے مسجد نہیں بنانی چاہئے تاکہ بعد میں پیدا ہونے والے فتنہ وفساد سے بچا جاسکے-

تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضوء کے نفل ادا کرنا:

حضرت ابو قتادہ سلمی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ سیّدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھ لیا کرے“۔[38]

نوٹ: مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا، اس نماز کو ”تحیۃ المسجد“ کی نماز کہتے ہیں، یہ نماز مرد وعورت دونوں کے لئے یکساں ہے- اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے کوئی بھی فرض یا سنت یا نفل نماز پڑھ لے تو وہ نماز تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جاتی ہے- اس کو تحیۃ المسجد کی نماز کا ثواب بھی مل جائے گا-

مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کے آداب ودعا:

سیّدی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

”جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے:

”اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ“

”اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے“۔

اور جب مسجد سے باہر آئے تو کہے:

”اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ“

”اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں“۔[39]

خلاصۂ کلام:

”مَسٰجِدَ اللهِ“ اللہ تعالیٰ نے مساجد کی نسبت کو اپنی طرف کر کے مساجد کی عظمت، شان و شوکت، طہارت و پاکیزگی اور رفعت وبلندی پر مہر ثبت فرمادی ہے- اس لئے ہر مسلمان پر مساجد کا احترام اس کے تقدس کا خیال رکھنا اور اس کے آداب کو بجالانا لازم ہے- احادیث مبارکہ اس پر شاہد ہیں کہ ہر وہ شئے جس سے نمازیوں کو جسمانی تکلیف کا خطرہ ہو، مالی یا اعتقادی خطرہ ہو، یا مسجد کے سامان کے نقصان کا خدشہ ہو تو ایسی ایذاء دینے والی ہر شئے کو مسجد میں جانے سے روکا جائے گا- مسجد و منبرِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا تقدس امت مسلمہ پہ یہ ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ مسجد کو نفرت انگیز مواد، تفرقہ ورانہ اسلوب و انداز، گالم گلوچ، لغو گفتگو اور فحش لطیفہ گوئی سے پاک وصاف رکھیں اور ایسے علماء اور واعظین جن کا گالم گلوچ، لغو گفتگو اور فحش لطیفہ گوئی وطیرہ بن چکا ہے ان کو روکیں-

[38] البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، (دار: طوق النجاۃ-1422ھ)، ایڈیشن اولی، كِتَابُ الصَّلاَةِ، ج:1، ص:96، رقم الحدیث:444

[39] القشیری، مسلم بن الحجاج (المتوفی: 261ھ)، صحیح مسلم (بیروت، دار إحیاء التراث العربي) كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَ مَوَاضِعِ الصَّلَاةَ، ج:1، ص:494

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک مقام پر دو مساجد کا اکٹھے ذکر کیا ہے- ایک خیر اور دوسری شر کی بنیاد پر قائم کی گئی- جو شر کی بنیاد پہ قائم کی گئی تھی اللہ تعالیٰ نے اس مسجد میں آپ (ﷺ) کو جانے سے منع فرمایا- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا“

”اس مسجد میں تم کبھی کھڑے نہ ہونا“

اور جو مسجد خیر کی بنیاد پہ قائم کی گئی تھی اللہ تعالیٰ نے اس میں آپ (ﷺ) کو تشریف لے جانے کا ارشاد فرمایا- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ“

”وہ اس قابل ہے کہ تم اس میں کھڑے ہو“-

ان دونوں مساجد کے ذکر میں دراصل ہمارے لئے یہ سبق ہے کہ جس طرح مسجد ضرار کا ظاہر درست تھا لیکن باطن درست نہ تھا یعنی بد نیتی اور شر کی بنیاد پہ قائم کی گئی تھی اس کو گرا دیا گیا اور اس میں آقا کریم (ﷺ) کو تشریف لے جانے سے روک دیا گیا- تو ہمارے لئے سبق یہ ہے کہ انسان کے ظاہر کے درست ہونے کے ساتھ جب تک انسان کا باطن اور اس کی نیت اللہ تعالیٰ کے لئے خالص نہیں ہو گی اس وقت تک اس کے ظاہر کے درستگی اس کو فائدہ نہیں دے گی اور نہ وہ وجود اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ (ﷺ) کے نور کی جلوہ گاہ بن سکتا ہے-

آج ہمارے وجود، علم اور عمل سے برکت کا خاتمہ اس لئے ہو گیا ہے کہ ہم خدا نہ رہے- مسجد کا فلسفہ ہم پر یہ واضح کرتا ہے کہ زمین کا ٹکڑا اس وقت تک مسجد نہیں بن سکتا جب تک وہ اللہ تعالیٰ کے لئے وقف نہ کیا جائے- جیسے ہی وہ ٹکرا وقفِ کامل ہوتا ہے اس میں برکت آجاتی ہے، اس ٹکڑے کو اللہ تعالیٰ کی نسبت حاصل ہو جاتی ہے- اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ جب تک ہم خود کو، اپنے علم و عمل کو اللہ تعالیٰ کے لئے وقف نہیں کریں اس وقت تک وجود، علم اور عمل میں برکت نہیں آسکتی- اس لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے ظاہر کے ساتھ ساتھ اپنے باطن کی بھی اصلاح کرے- آیئے! حضرت صاحبزادہ سلطان محمد علی صاحب کے قافلے کا سنگ بنیے! اور تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب اور تجلیٔ روح حاصل کر کے خود کو اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کرنے کے قابل بنیے!

اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو!

☆☆☆

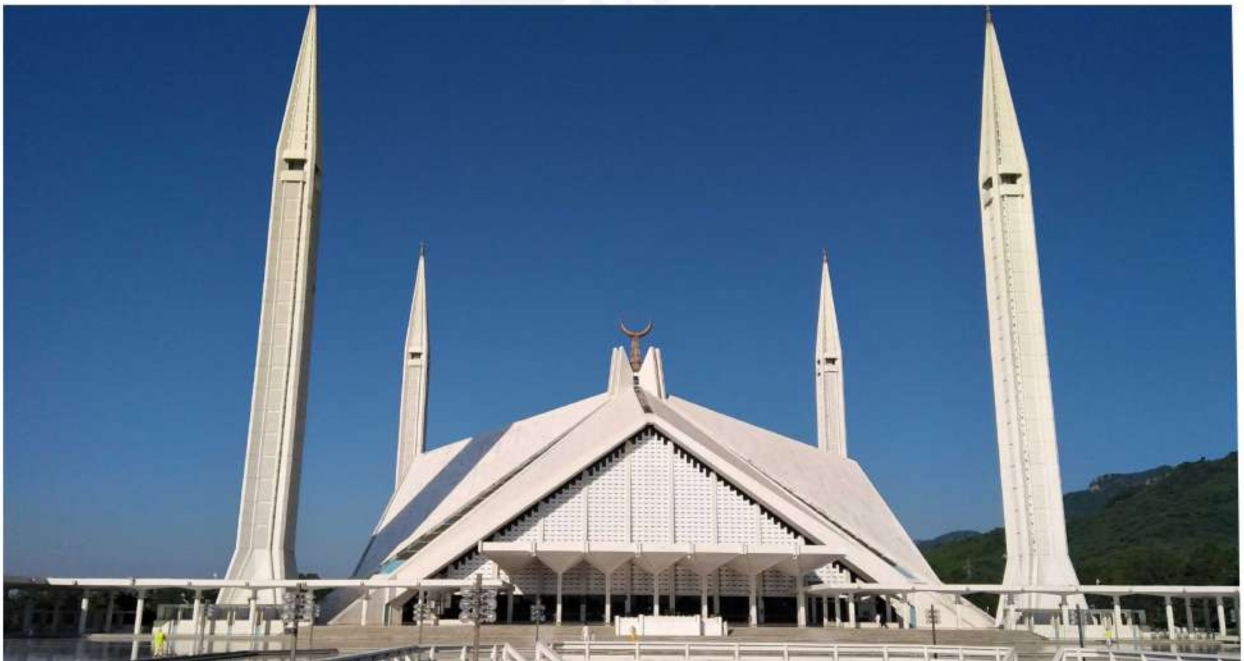

شیخ الاسلام

امام حماد بن سلمۃ البصری علیہ رحمۃ اللہ

مفتی محمد صدیق خان قادری

نام ونسب:

آپ کا نام حماد، کنیت ابو سلمہ اور نسب نامہ کچھ اس طرح سے ہے- حماد بن سلمۃ بن دینار [1]

ولادت ووطن:

امام صاحب کی ولادت بصرہ میں ہُوئی کب ہوئی اس بارے اصحاب سیر خاموش ہیں چونکہ آپ نے بصرہ میں بودو باش اختیار کیے رکھی اسی نسبت کی وجہ سے اُن کو البصری بھی کہاجاتاہے-

آپ مشہور امام حمید الطویل کی بہن کے بیٹے ہیں اس سے معلوم ہوتاہے کہ آپ ایک علمی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے- آپ کے والد بھی ایک علمی شخصیت تھے-

اساتذہ:

امام صاحب ایک علمی گھرانے سے تعلق رکھتے تھے لہذا آپ نے اپنی ابتدائی تعلیم اپنے خاندان کے صاحب علم لوگوں سے حاصل کی اس کے بعد جب بڑے ہُوئے تو انہوں نے اپنے وقت کے نامور علماء و آئمہ فن سے اکتساب علم کیا جن حضرات سے آپ کو شرف تلمذ حاصل ہُوا ہے اُن میں چند مشہور درج ذیل ہیں:

"امام ابن ابی ملیکۃ، انس بن سیرین، حمید الطویل، محمد بن زیاد القرشی، علامہ ثابت البنانی، عمار بن ابی عمار، عبد اللہ بن کثیر الداری، قتادہ بن دعامۃ، سماک بن حرب، حماد بن ابی سلیمان الفقیہ، یعلی بن عطاء، سہیل بن ابی صالح، اسحاق بن عبد اللہ، علی بن زید، خالد بن ذکوان، ایوب سختیانی، یونس بن عبید، عمر بن دینار، محمد بن واسع، عطاء بن عجلان، عطاء بن السائب، مطر بن طہمان، ابو الزبیر المکی، ایاس بن معاویہ، بشر بن حرب، سعد بن جمہان (رحمۃ اللہ علیہم)"[2]

تلامذہ:

امام حماد کیونکہ ایک مایہ ناز محدث اور علمی شخصیت تھے اس لیے نامور علماء اُن کی علمی شان کو دیکھتے ہُوئے تحصیل علم کے لئے اُن کی بارگاہ میں کھچے چلے آئے، جن احباب کو اُن سے اکتساب علم کا موقع ملا ہے اُن میں سے چند مشہور درج ذیل ہیں:

"امام ابن جریج، عبد اللہ بن مبارک، یحیی بن سعید القطان، حرمی بن عمارۃ، ابن مہدی، ابو نعیم، علامہ عفان، موسی بن اسماعیل، شیبان بن فروخ، ہدبہ بن خالد، عبد اللہ بن معاویہ، عبد الواحد بن غیاث، عبد الاعلی بن حماد، ابراھیم بن الحجاج السامی، یحیی بن اسحاق، اسود بن عامر، ھیثم بن جمیل، سعید بن سلیمان (رحمۃ اللہ علیہم)"-[3]

امام حماد اور آئمہ کرام کی توثیقات و آراء:

امام حماد ایک مایہ ناز علمی شخصیت تھے آپ اپنے وقت کے ایک عظیم محدث اور امام فن تھے علمی دنیا میں ایک نمایاں مقام رکھنے کی وجہ سے اصحاب سیر اُن کو الامام القدوۃ، شیخ الاسلام جیسے القابات سے یاد کرتے ہیں- اُن کی علمی جلالت کو دیکھتے ہُوئے آئمہ کرام نے نہ صرف اُن کی توثیق کی ہے بلکہ مختلف اقوال و آراء کے ساتھ اُن کی علمی شان کو بھی بیان کیا ہے- نامور امام الجرح و التعدیل امام ابو

[1] (سیر اعلام النبلاء، جز:7، ص:444)
[2] (ایضًا، ص:445)
[3] (ایضًا)

حاتم الرازی اُن کی توثیق کرتے ہُوئے امام یحیی بن معین کا قول نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"حماد بن سلمۃ ثقہ ہیں"۔[4]

امام عجلی اُن کی ثقاہت کو بیان کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"وہ ثقہ، صالح مرد اور بہترین حدیث والے تھے"۔[5]

"علامہ الساجی آپ کے حفظ و ثقاہت کو بیان کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"وہ حافظ، ثقہ اور مامون تھے"۔[6]

امام ابن سعد نہ صرف اُن کے کثیر الحدیث ہونے کے قائل ہیں بلکہ اُن کی ثقاہت کو بھی تسلیم کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

"وہ ثقہ اور کثیر حدیث والے تھے اور کبھی کبھار منکر حدیث بھی بیان کر جاتے تھے"۔[7]

امام علی بن مدینی اُن کی علمی شان کو کچھ یوں بیان کرتے ہُوئے نظر آتے ہیں:

"وہ حدیث کے رجال میں میرے نزدیک حجت ہیں"۔[8]

آئمہ کرام کے مذکورہ بالا اقوال سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امام صاحب کوئی معمولی شخصیت نہیں تھے بلکہ وہ ایک حافظ، ثقہ، کثیر الحدیث والے اور صاحب حجت تھے انہی اوصاف و کمالات نے اُن کو بصرہ میں اپنے ہم عصروں سے ممتاز کر دیا اور اُن کا شمار آئمہ دین میں ہوتا تھا- اسی لئے تو علامہ حجاج بن المنہال اُن کے بارے فرماتے ہیں:

"وہ دین کے آئمہ میں سے تھے"۔[9]

جس انداز میں علامہ ابن حبان نے اُن کی انفرادیت اور امتیازی شان کو بیان کیا ہے اُس سے تو اُن کی علمی شخصیت مزید نکھر کر سامنے آجاتی ہے وہ فرماتے ہیں:

"بصرہ میں امام حماد کے ہم عصروں میں سے کوئی بھی فضیلت، دین و علم، قربانی دینے، جمع حدیث اور سنت پر عمل کرنے کے لحاظ سے سختی کرنے میں اور اہل بدعت کے قلع قمع کرنے میں اُن کے برابر کوئی نہ تھا"۔[10]

امام وھیب بھی اسی طرح کے ملتے جلتے الفاظ کے ساتھ اُن کی انفرادیت کو بیان کرتے ہیں:

"حماد بن سلمۃ ہمارے سردار اور علم کے لحاظ سے ہم سے زیادہ جاننے والے تھے"۔[11]

علوم حدیث میں امام حماد کا مقام و مرتبہ:

امام حماد علوم حدیث میں ایک منفرد مقام رکھتے تھے ایک عظیم محدث ہونے کی وجہ سے مرجع العلماء تھے، آئمہ کرام حدیث میں اُن کے علمی مقام و مرتبہ کے معترف نظر آتے ہیں-

امام عجلی حدیث میں اُن کے علمی مقام کو بیان کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"اُن کے پاس ایک ہزار حسن ایسی احادیث تھیں جو کسی اور کے پاس نہیں تھیں وہ حدیث اُس وقت تک بیان نہ کرتے جب تک وہ سو آیات قرآن مجید سے دیکھ کر پڑھ نہ لیتے"۔[12]

حدیث میں ایسا مقام رکھتے تھے کہ اسحاق بن سیار عمرو بن عاصم سے بیان کرتے ہیں کہ:

"میں نے حماد بن سلمۃ سے دس ہزار سے زائد احادیث لکھیں"۔[13]

---

[4](الجرح والتعدیل، جز:3، ص:141)

[5](تاریخ الثقات، جز:1، ص:131)

[6](تہذیب التہذیب، جز:3، ص:15)

[7](ایضًا)

[8](سیر اعلام النبلاء، جز:7، ص:446)

[9](تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، جز:7، ص:263)

[10](الثقات، جز:6، ص:217)

[11](الجرح والتعدیل، جز:3، ص142)

[12](تاریخ الثقات، جز:1، ص:131)

[13](تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، جز:7، ص:264)

نامور آئمہ فن امام علی بن مدینی اور امام یحیی بن معین امام صاحب کو امام ثابت البنانی سے روایت کرنے والوں میں اثبت مانتے ہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"ثابت البنانی سے روایت کرنے والوں میں سے حماد بن سلمۃ اثبت تھے"۔[14]

آپ اس پائے کے محدث تھے کہ ایک دن کچھ لوگوں نے علامہ یحیی بن ضریس سے پوچھا کہ:

"حدیث میں حماد بن سلمۃ احسن ہیں یا امام ثوری؟ تو انہوں نے کہا کہ امام حماد حدیث میں احسن ہیں"۔[15]

امام حماد فن حدیث میں چونکہ امام حمید الطویل جو کہ آپ کے ماموں ہیں اُن کے ابتدائی تلامذہ میں سے ہیں اس لیے آپ امام حمید الطویل سے روایت کرنے والوں میں سے اعلم اور اصح ہیں، اسی بنا پر علامہ یوسف مزی زکریا بن یحیی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں:

"امام حمید سے حدیث روایت کرنے والوں میں امام حماد زیادہ جاننے والے اور اصح تھے"۔[16]

جس طرح آئمہ کرام کی مذکورہ بالا تصریحات سے امام حماد کا حدیث میں علمی مقام و مرتبہ واضح ہو جاتا ہے تو اسی طرح خاص طور پر امام عجلی اور امام ابن حبان کا اُن کو الثقات میں اور امام ذہبی کا تذکرۃ الحفاظ میں اُن کو جلیل القدر اور آئمہ اعلام میں شمار کرنا مزید حدیث میں اُن کے علمی مقام و مرتبہ کو چار چاند لگا دیتا ہے۔

تدوینِ حدیث اور امام حماد:

جس طرح امام صاحب حدیث کے میدان میں ایک بہت بڑا مقام رکھتے تھے جیسا کہ ماقبل آئمہ کرام کی توثیقات و آراء سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے تو اسی طرح اُن کو یہ بھی اعزاز اور خصوصیت حاصل ہے کہ اُن کا شمار اُن نامور متقدمین آئمہ میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے تدوین حدیث میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ اس لیے اُن کا شمار محدثین کی نظر میں اپنے وقت کے جامعین حدیث میں ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ ابو محمد حسن بن عبد الرحمٰن نے اپنی کتاب المحدث الفاصل میں جہاں مختلف شہروں کی اُن شخصیات کا ذکر فرمایا کہ جنہوں نے اکابر تابعین کے بعد سب سے پہلے ابواب کی صورت میں کتب حدیث تصنیف فرمائیں اُن میں بصرہ میں سب سے پہلے احادیث کو جمع کرنے والے امام حماد بن سلمۃ کا بھی ذکر فرمایا ہے۔[17]

امام حماد بحیثیت فقیہ:

امام حماد ایک عظیم محدث ہونے کے ساتھ ساتھ فقہ میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے، اُن کی فقاہت بے مثال تھی۔ امام ذہبی اُن کی فقہی بصیرت کو بیان کرتے ہُوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"وہ عربی علوم کے ماہر، فقیہ، فصیح اور صاحب سنت تھے"۔[18]

امام ابن حجر نہ صرف حدیث میں اُن کی خدمات کے معترف ہیں بلکہ اُن کی فقہی شان کے بھی قائل نظر آتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ امام ابن عدی نے کتاب الکامل میں حماد بن سلمۃ کی بعض ایسی روایات کا تذکرہ کیا ہے جن کے متن یا سند میں وہ منفرد ہیں پھر وہ مزید فرماتے ہیں:

"حماد بن سلمۃ عظیم الشان مسلمانوں میں سے ہیں اور وہ بصرہ کے مفتی ہیں"۔[19]

علامہ ابو عمر الجرمی النحوی بڑے خوبصورت انداز کے ساتھ اُن کی فقہی بصیرت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

"میں نے عبد الوارث سے زیادہ فصیح کوئی فقیہ نہیں دیکھا لیکن حماد بن سلمۃ اُن سے بھی زیادہ فصیح ہیں"۔[20]

[14](ایضًا، والجرح والتعدیل، جز:3، ص:142)

[15](ایضًا)

[16](ایضًا، ص:261)

[17](المحدث الفاصل، جز:1، ص:611)

[18](تذکرۃ الحفاظ، جز:1، ص:151)

[19](تہذیب التہذیب، جز:3، ص:15)

[20](تہذیب الکمال، جز:7، ص:264)

فقہی مسلک:

آپ مسلکاً حنفی ہیں آپ کا شمار امام ابو حنیفہ کے بصری تلامذہ میں ہوتا ہے، اس بات کی وضاحت علامہ بدرالدین نے کی ہے آپ فرماتے ہیں:

"میں کہتا ہوں کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ سے بھی روایت کیا ہے وہ آپ کے جملہ اصحاب میں سے ہیں اور ہمارے اصحاب نے اُن کو طبقہ احناف میں ذکر فرمایا ہے"۔[21]

اسی طرح عبد القادر قرشی الحنفی نے آپ کو الجواہر المضیۃ میں اور علامہ تقی الدین نے طبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ میں ذکر کر کے اُن کے حنفی ہونے کی وضاحت کر دی ہے۔

امام حماد اور فن جرح و تعدیل:

امام حماد بن سلمۃ اپنے وقت کے نامور آئمہ جرح و تعدیل میں سے ہیں کبار آئمہ فن اس باب میں موصوف کی آراء و اقوال پر اعتماد کرتے ہیں چنانچہ امام مسلم نے بھی ان کو اس فن کے حاملین میں سے قرار دیا ہے۔ نیز انہوں نے مقدمہ صحیح مسلم میں صالح المری پر حماد بن سلمۃ کی جرح کو بھی نقل کیا ہے۔

اسی طرح علامہ سخاوی نے "اعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ میں حماد بن سلمۃ کو المتکلمون فی الرجال" میں شمار کیا ہے کہ موصوف اس باب میں کسی راوی حدیث کی توثیق یا تضعیف کر سکتے ہیں اور ان کے اسم گرامی کو سفیان ثوری اور ابن الماجشون کے بعد ذکر کیا ہے۔

علامہ ذہبی نے اپنے رسالے "ذکر من یعتمد قولہ فی الجرح و التعدیل" میں ان کو جلیل القدر آئمہ جرح و تعدیل میں شمار کیا ہے لیکن علامہ ذہبی نے ان کو لیث بن سعد اور زائدہ بن قدامہ کے بعد ذکر کیا ہے جبکہ علامہ سخاوی نے ان کو لیث بن سعد سے پہلے ذکر کیا ہے۔[22]

امام حماد بحیثیت مصنف:

امام صاحب ایک محدث و فقیہ ہونے کے ساتھ نامور مصنف بھی تھے اس بات کا اظہار بہت سے علماء نے کیا ہے علامہ ذہبی فرماتے ہیں:

"میں کہتا ہوں کہ وہ پہلے ہیں جنہوں نے ابن ابی عروبہ کے ساتھ تصانیف تصنیف فرمائیں"۔[23]

اسی طرح علامہ صلاح الدین الصفدی اُن کو بہت سی کتابوں کے مصنف مانتے ہیں، فرماتے ہیں:

"وہ بڑی شان والے امام اور صاحب اثر و سنت تھے اور اُن کی بہت سی تصانیف ہیں"۔[24]

علامہ ذہبی اور علامہ صفدی کے بیان سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ بہت سی کتب کے مصنف تھے لیکن بد قسمتی سے آپ کی تصنیفات منظر عام پر نہ آسکیں۔ ہاں البتہ علماء نے حدیث میں اُن کی کتاب مُصَنف کا ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ علامہ محمد بن ابی الفیض نے کتاب "الرسالۃ المستطرفۃ" میں جہاں دیگر علماء کی مصنفات کا ذکر فرمایا تو وہیں امام حماد بن سلمۃ کی حدیث میں کتاب مُصَنف حماد بن سلمۃ کا بھی خصوصی طور پر ذکر کیا ہے۔[25]

وفات:

آپ کی وفات سن 167ھ میں ہوئی ہے اور بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ اُن کی وفات حالتِ نماز میں ہُوئی۔[26]

☆☆☆

[21](مغانی الاخیار، جز:1، ص:241)

[22](احناف حفاظ حدیث کی فن جرح و تعدیل میں خدمات، ص:146، 145)

[23](تذکرۃ الحفاظ، جز:1، ص:151)

[24](الوافی بالوفیات، جز:13، ص:90)

[25](الرسالۃ المستطرفۃ، جز:1 ص:40)

[26](التاریخ الکبیر للبخاری، جز:3، ص:22)

حلب کی ممتاز شخصیت

شیخ عبد اللہ سراج الدین

کی زندگی پر طائرانہ نظر

ذیشان القادری

حلب(Aleppo)شام کا قدیم، ثقافتی، جغرافیائی اور تجارتی اہمیت کا حامل شہر ہے-ایک روایت کے مطابق اس شہر کا نام حضرت ابراہیم کا یہاں مہمانوں کی میزبانی بکریوں کے دودھ سے کرنے کی وجہ سے پڑا- اس شہر کی جغرافیائی و تجارتی اہمیت یہ رہی کہ یہ شاہراہِ ریشم کا ایک سرا تھا- حلب استنبول اور قاہرہ کے بعد سلطنت عثمانیہ کا تیسرا بڑا شہر تھا- ماضی میں یہاں مختلف طاقتوں بشمول عربوں، بازنطینیوں، فاطمیوں، سلجوقوں، ترکوں، منگولوں اور تیمور کی مہم جوئی رہی، کئی تاریخی مقامات جنگ کی نذر ہو گئے- اس تمام کے باوجود یہ شہر عزم و استقامت کی چٹان بنا رہا اور مختلف تہذیبوں، مذاہب اور زبانوں کے امتزاج کی وجہ سے ثقافتی طور پر مضبوط(Culturally Rich)بن کر اُبھرا-[1] حلب کی زرخیز زمین علمِ دین کی خدمت میں پیش پیش رہی- آیئے اس ضمن میں عصر حاضر کی ایک ممتاز دینی شخصیت کی زندگی کا جائزہ لیں-

شیخ عبد اللہ سراج الدین کی پیدائش 1343ھ (1924ء) میں حلب کے ایک علم و تقویٰ کے حامل گھرانے میں ہوئی-[2] آپ کا شجرہ نسب حضرت امام حسین (رضی اللہ عنہ) سے ملتا ہے- آپ کے والد محمد نجیب سراج الدین حلب شہر کے ممتاز مفسر، محدث، فقیہ اور صوفی تھے- بچپن ہی میں گھر میں آنے والے علماء و صلحاء سے فیض یاب ہونے کا موقع ملا- آپ نے تلاوت و تجوید جامع مسجد سلیمان الایوبی میں شیخ عثمان المصری کے ہاں سیکھی-[3] 13 برس کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا- خسرویہ مدرسہ میں 15 برس سے کم عمر طلباء کو داخلہ کی اجازت نہ تھی مگر اپنی قابلیت کے بل بوتے پر آپ کو 13 برس کی عمر ہی میں داخلہ دے دیا گیا- آپ نے محمد ابراہیم السلقینی، احمد الکردی، عیسیٰ البیانونی، محمد سعید الادلبی، عمر مسعود الحریری، فیض اللہ الایوبی الکردی احمد الشمع اور راغب الطباخ سے علم حاصل کیا- شیخ صاحب کی خسرویہ مدرسہ میں تعلیم کے آخری برسوں میں وزارت تعلیم نے پرانے پروگرام کو ختم کر کے نیا پروگرام شروع کیا جس میں دینی تعلیم کی مقدار بہت کم تھی- باوجود اس کے کہ آپ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے قریب تھے آپ نے یہ مدرسہ چھوڑا اور اپنے والد شیخ محمد نجیب سراج الدین کے زیرِ سایہ تعلیم کو جاری رکھا-[4] والد صاحب کے ساتھ رہ کر آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کا مزید موقع ملا- ایک قول کے مطابق آپ کو صحاح ستہ سمیت ایک لاکھ حدیث حفظ تھی یوں آپ کو الحافظ کہا

[1] https://medium.com/@obada/ancient-aleppo-and-its-timeless-treasure-of-history-and-culture-424340bbc0a2

[2] A Believer's Guide to Fasting by Shaykh 'Abd-Allah Siraj al-Din and Shaykh Hisham Burhani, Page No. XI, Heritage Press, 2014

[3] https://www.srajalden.com/index.php?page=cGFnZXM=&op=ZGlzcGxheV9wYWdlcw==&id=MzI=&lan=YXI=

[4] https://aalequtub.com/shaykh-abdullah-sirajuddin-r-a

گیا- ایک محدث و مفسر اور صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کو مجدد سنت کا لقب بھی دیا گیا- آپ رفاعی طریقہ کے شیخ

جبکہ فقہ حنفیہ کی بھی ممتاز شخصیت تھے-[5] تین مرتبہ حج کی سعادت ملی اور کئی مرتبہ دمشق، حمص، حماہ، بغداد اور یروشلم گئے جہاں کئی علماء سے ملاقاتیں کیں- آپ بہت بااصول تھے اور مشتبہ چیز اختیار نہ کرتے- آپ سخی تھے اور غریبوں کی مدد کرتے- عجز وانکساری میں مشہور تھے اور طلباء سے نرمی سے پیش آتے- آپ کا وصال 4 مارچ 2002ء بمطابق 20 ذوالحجۃ 1422 کو ہوا اور مدرسہ شعبانیہ کے احاطہ میں تدفین کی گئی-

تدریس وخدمات:

22 برس کی عمر ہی میں اپنے والد کی ضعیف العمری کے باعث ان کے تمام تر تدریسی معاملات سنبھالے اور مساجد میں پڑھانا شروع کر دیا- ہفتے میں 4 مرتبہ حموی مسجد صبح ایک گھنٹہ پڑھاتے اور جمعہ کا خطبہ جامع مسجد سلیمان الایوبی میں دیا کرتے- آپ کو دیگر مدارس اور حلب کے مشہور مدرسہ شعبانیہ میں پڑھانے کی درخواست کی گئی- آپ نے تعلیم و تدریس کا سلسلہ بغیر کسی معاوضہ کے جاری رکھا- شعبانیہ مدرسہ بند ہونے کے بعد آپ نے مستقبل کے علماء و مبلغین تیار کرنے اور مذہبی تعلیم کی تجدید کے لیے 1958ء میں ایک بڑے اسلامی مدرسے کی بنیاد رکھی جس میں فقہ و تصوف، سیرت و شمائل مبارکہ سمیت دیگر کئی علوم پڑھائے جاتے تھے-[6] اس کے علاوہ آپ نے قرآن کریم کی تعلیم کے لیے بھی مدرسہ قائم کیا-

عشق رسول

آپ ایک سچے عاشق رسول تھے اور حضور سے محبت ووارفتگی میں مشہور تھے- آپ نے لوگوں کے دلوں میں عشقِ رسول کو راسخ کیا اور سنت سے محبت کی ترویج کی- حضور کی ذات کے متعلق آپ کے ہر جملے سے محبت جھلکتی ہے-[7] شیخ عبد الرحمان شاغوری نے آپ کو 'محبتِ نبی کا قطب' کا خطاب دیا-[8] آپ کی شاہکار تصنیف (Magnum Opus) سیدنا محمد رسول اللہ (Our Master Muhammad P.B.U.H) ہے-[9] اس میں آقا کریم (ﷺ) کے شمائل و خصائل مبارکہ کو محبت بھرے انداز میں بیان کیا گیا ہے جو حضور (ﷺ) سے آپ کے عشق کا مظہر ہے-[10]

تلامذہ:

آپ کے بہت سے شاگرد ہیں جو اپنے عہد کے مشہور عالم ہیں جن میں نور الدین عتر، شیخ وہبی سلیمان غاوجی، سامر النص اور محمد نینوی قابلِ ذکر ہیں-

تصانیف:

آپ نے لگ بھگ 30 کتب تحریر کیں جن میں تفسیر، ارکانِ ایمانیہ، تصوف، عقیدہ، اخلاق اور سیرت و شمائل مبارکہ کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے:

- هدي القرآن الكريم إلى الحجة والبرهان

[5]Sending Prayers upon the Prophet: Its Rulings, Virtues & Benefits, Page No. 11, Imam 'Abdallah Sirajuddin al-Husayni Translator: Abdul Aziz Suraqah, Sunni Publications, 2015

[6]Sending Prayers upon the Prophet: Its Rulings, Virtues & Benefits, Page No. 12, Imam 'Abdallah Sirajuddin al-Husayni Translator: Abdul Aziz Suraqah, Sunni Publications, 2015

[7]https://aalequtub.com/shaykh-abdullah-sirajuddin-r-a

[8]Our Master Muhammad, The Messenger of Allah, His Sublime Character & Exalted Attributes, Vol. 2, Page No. 5, Imam 'Abdallah Sirajuddin al-Husayni, Sunni Publications, 2008

[9]https://seekerofthesacredknowledge.wordpress.com/2012/11/27/the-maqam-of-shaykh-abdullah-sirajuddin-from-halab

[10]https://oneworldonepage.com/shaykh-abdullah-ibn-muhammad-najib-sirajuddin-al-hussaini

- هدي القرآن الكريم إلى معرفة العوالم والتفكر في الأكوان
- سيدنا محمد رسول الله
- التقرب إلى الله تعالىٰ
- الصلاة على النبي
- الصلاة في الإسلام
- صعود الأقوال ورفع الأعمال إلى الكبير المتعال ذي العزة والجلال
- الإيمان بعوالم الآخرة ومواقفها
- الإيمان بالملائكة عليهم السلام
- شرح المنظومة البيقونية في مصطلح الحديث
- الأدعية و الأذكار الواردة آناء الليل و أطراف النهار

اقتباسات:

ذیل میں آپ کی تصنیفات میں سے کچھ موتی سمیٹتے ہوئے چند عبارات نقل کی گئی ہیں:

شمائل وخصائل مبارکہ کے متعلق:

آپ کے شمائل مبارکہ کا تذکرہ کرتے ہوئے شیخ صاحب لکھتے ہیں کہ:

"تمام لوگوں سے حضور نبی کریم (ﷺ) کا چہرۂ انور حسین ترین اور تابناک تھا- تمام صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے حضور نبی کریم (ﷺ) کے چہرہ اقدس کو روشن و تاباں اور جمیل و منور بیان کیا- کچھ نے آپ روئے زیبا کی ضوفشانیوں کو سورج اور چاند سے تمثیل دی"-[11]

آپ کی ایک خصلت مبارکہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

آقا نے مبہم (Ambiguous) یا منفی مفہوم (Negative Connotations) پر مشتمل الفاظ کے استعمال سے اجتناب کرنے کا حکم فرمایا- اس ضمن میں حدیث مبارکہ نقل فرمائی کہ تم میں کوئی شخص یہ نہ کہے کہ میرا نفس

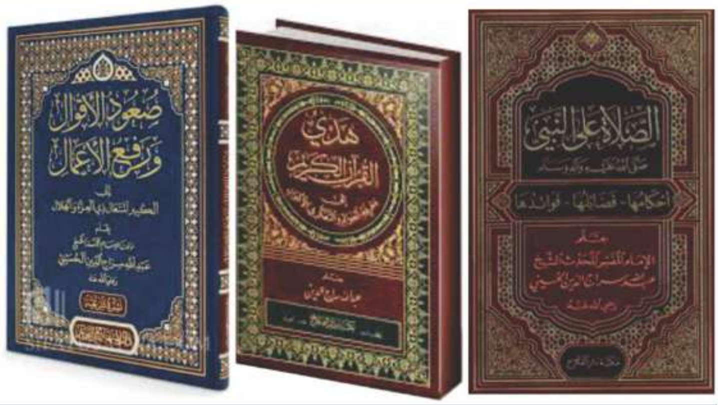

پلید (خبثت نفسی) ہو گیا ہے بلکہ یہ کہے کہ میرا دل خراب یا پریشان (لقست نفسی) ہو گیا-[12] اسی طرح نفس نے جوش مارا (جاشت نفسی) کہنے سے بھی منع کیا گیا ہے کیونکہ دینِ اسلام نے گفتگو کے اسلوب و محاورات کو بھی پاکیزہ بنایا ہے- اسی طرح حدیث مبارکہ کے مطابق لوگوں کو تباہ حال کہنے والا خود سب سے زیادہ تباہ حال ہے-

امام نووی کے مطابق اس حدیث کو یوں بھی روایت کیا گیا ہے کہ یہ وہ شخص ہے جس نے دوسروں کو تباہ کیا ہے- جو شخص مسلسل دوسروں کے عیب تلاش کرتا ہے اور ان کی ناکامیاں بتاتا ہے کہ لوگ خراب و برباد ہو گئے ہیں وہ خود سب سے زیادہ تباہ حال ہے کیونکہ وہ ان میں غلطیاں تلاش کرنے کا گناہ سرزد کرتا ہے اور ان کے معاملات کی ٹوہ میں لگا رہتا ہے- جس وجہ سے وہ خود مطمئن ہو کر اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر سمجھنے لگتا ہے جس میں اس کی اپنی تباہی پوشیدہ ہے- یہ بات اگر لوگوں کے دینی معاملات کمزور دیکھ کر افسردگی کی وجہ سے ہو تو ٹھیک ہے وگرنہ اگر اس میں خود پرستی کا جذبہ ہو تو بری ہے-[13]

صلوٰۃ وسلام کے متعلق:

آیتِ درود کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

---

[11] سیدنا محمد رسول اللہ (ﷺ)، شمائل الحمیدۃ خصالہ المجیدۃ، ص: 19-20، عبداللہ سراج الدین الحسینی، مکتبہ دار الفلاح

[12] بخاری شریف، حدیث نمبر: 6179

[13] Our Master Muhammad, The Messenger of Allah, His Sublime Character & Exalted Attributes, Vol. 2, Page No. 66-67, Imam 'Abdallah Sirajuddin al-Husayni, Sunni Publications, 2008

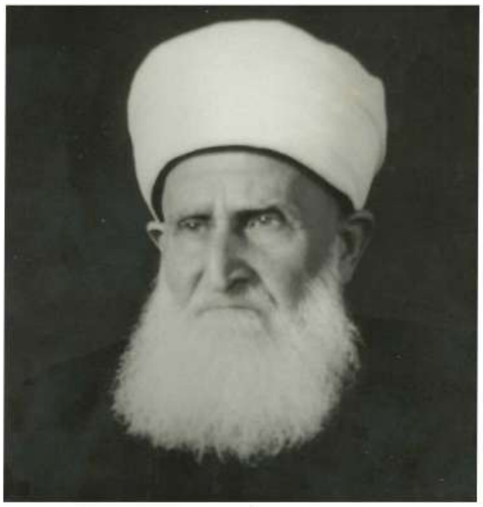

"ملائکہ کا صلوٰۃ رب العالمین کے صلوٰۃ کی مانند نہیں بلکہ ان کے درمیان مشابہت بھی نہیں ہو سکتی- الغرض! اللہ تعالیٰ تمام بندوں پر حضور کے اس فضل، شرف، منزلت اور مقام کا اعلان فرمارہا ہے جو آپ کو وہاں حاصل ہے اس نے پہلے اس کا اعلان ملاء اعلیٰ میں فرمایا پھر یہ اعلان عالم سمٰوٰت میں اور پھر عالم زمین پر-تو تمام کائنات میں اس مقدس اعلان کا ظہور ہو گیا، صفحات کائنات میں ان آیات نے یہ اطلاع دیتے ہوئے اس بات پر مہر لگا دی کہ ربِ عرش عظیم کے ہاں حضور نبی کریم (ﷺ) کو شانِ عظیم حاصل ہے وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بزرگی و شرف، تکریم، فضیلت و تعظیم عطا فرمانے کے لیے درود بھیج رہا ہے اور اس کے ملائکہ آپ (ﷺ) پر درود پڑھ کر شرف و تبرک حاصل کر کے اس کے انوار و اسرار میں غوطہ زن ہیں جب ملاء ادنیٰ کی مخلوق نے یہ بات سنی تو ان کے دلوں میں انس پیدا ہوا، ان کے عزائم میں چاہت ہوئی کہ ہم بھی حضور نبی کریم (ﷺ) پر درود شریف کا شرف پائیں اور درود و سلام کے فضائل و کمالات اور اس کے انوار و اسرار سے مالامال ہوں تو انہوں نے بھی زبانِ حال سے عرض کیا یا اللہ! ہمیں بھی اپنے حبیب (ﷺ) پر درود پڑھ کر شرف و برکت حاصل کرنے کی اجازت دے جیسے کہ ملائکہ کو حاصل ہے تو "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" کے ساتھ اس اجازت کا نزول ہوا"-[14]

کلمہ شریف کی فضیلت کے متعلق:

کلمہ شریف کی فضیلت کے متعلق حدیث شریف بیان کرتے ہیں کہ "لا الہ الا اللہ" بندوں کو اللہ کے غضب سے محفوظ رکھتا ہے جب تک کہ وہ دین پر دنیوی منفعت کو ترجیح نہ دیں اور جب وہ دنیوی منفعت کو دین پر ترجیح دے کر کلمہ شریف پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسے واپس لوٹا کر فرماتا ہے کہ تم نے جھوٹ کہا (یعنی تمہارے قول و فعل میں تضاد ہے)-[15]

حرفِ آخر:

آپؒ کی زندگی کئی علومِ دینیہ کے حصول و تبلیغ میں نظر آتی ہے جس میں عشقِ رسول (ﷺ) غالب عنصر ہے جس وجہ سے آپ کی تعلیمات میں رعنائی محسوس ہوتی ہے- ہمیں اسی طرح مختلف علومِ دینیہ کے حصول پر توجہ مرکوز کرنی چاہیئے- جبکہ اپنے آباء کی وراثت کا صحیح طور پر اہل بن کر علمِ دین حاصل کر کے دوسروں تک پہنچانے کے ساتھ ساتھ عشقِ رسول (ﷺ) کا پیغام بھی عام کرنا چاہیئے تا کہ ہم سب جوہرِ دین سے بھی مستفید ہو سکیں-

☆☆☆

[14] الصلوۃ علی النبی (ﷺ)، شیخ عبداللہ سراج الدین شامی، ص:18-19، مترجم: مفتی محمد خان قادری، مرکز تحقیقات اسلامیہ لاہور، 2006ء

[15] The Testimony of Faith, There is no God but God and Muhammad is the Messenger of God, Its Merits, Meanings, Requirements, and Effects, Page No. 21, Imam 'Abdallah Sirajuddin al-Husayni, Sunni Publications, 2010

خواب اور ان کی تعبیریں

منہج قادریہ وسلطانیہ سے مختصر مطالعہ

لئیق احمد

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ"[1]

"یاد کرو جب یوسف نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ میں نے گیارہ تارے اور سورج اور چاند دیکھے انہیں اپنے لیے سجدہ کرتے دیکھا"-

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف (علیہ السلام) کے خواب کا ذکر فرمایا ہے- جس کا انہوں نے اپنے والدماجد سے تذکرہ فرمایا تھا-خواب کے متعلق حضور رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان مبارک ہے:

"نبوت ختم ہوگئی- اب میرے بعد نبوت نہ ہوگی ہاں! بشارتیں ہوں گی- عرض کی گئی کہ وہ بشارتیں کیا ہیں؟ ارشاد فرمایا: اچھا خواب آدمی خود دیکھے یا اس کیلئے دیکھا جائے"-[2]

حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اس فرمان مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ خواب نیک لوگوں کیلئے بشارت و حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں- اسی طرح ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) ارشاد فرماتی ہیں کہ:

"حضور پاک علیہ الصلواۃ والسلام پر وحی کی ابتدا اچھے خوابوں سے ہوئی"-[3]

خواب بتانے کے متعلق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا فرمان مبارک ہے:

"اچھا خواب اللہ پاک کی طرف سے ہوتا ہے جب تم میں سے کوئی پسندیدہ خواب دیکھے تو اس کا ذکر صرف اسی سے کرے جو اس سے محبت رکھتا ہو"-[4]

بلکہ ایک روایت کے مطابق آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بوقت صبح صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے دریافت فرماتے کہ اگر کسی نے رات میں خواب دیکھا تو بیان کرے، جب صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) میں سے کوئی اپنا خواب بیان کرتا تو حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس کی تعبیر بیان فرمایا کرتے تھے-[5]

سائنسی نقطہ نظر میں بنیادی طور پر حواس کی تین قسمیں ہیں- شعور، نصف شعور اور لاشعور- جب لاشعوری حواس غالب آتے ہیں تو انسان پر نیند چھا جاتی ہے اور جب شعوری حواس غالب ہوں تو انسان جاگتا ہے- البتہ لاشعور کو باطن کی آواز بھی کہا جاسکتا ہے یا پھر اسے الہام سے تشبیہ دی جاسکتی ہے کیونکہ لاشعور کا تعلق اعلیٰ ذات (عقل وروح) سے ہوتا ہے- ہم اپنے خوابوں سے لاشعور کی طاقت کا اندازہ لگا سکتے ہیں- ہر انسان کی زندگی انہی دو حصوں میں منقسم یعنی سونا اور جاگنا-

حضور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت کے علماء و صوفیاء نے فلسفۂ خواب کو اپنی تعلیمات میں بہت تفصیل سے بیان فرمایا ہے- زیرِ غور مقالہ میں سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی اور سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہما) کی تعلیمات میں سے خواب کی حقیقت واقسام و دیگر زاویوں کو پیش کیا گیا ہے-

خواب کی حقیقت و تعبیر:

قلب و نگاہ پاک ہوجانے کے بعد روح بیدار ہوجاتی ہے- آدمی روشن ضمیر ہوجاتا ہے اور پھر اس کا ٹھکانہ ظاہر میں کہیں بھی ہو لیکن باطن اور خواب میں وہ حضوری ذات کا

---

[1] (یوسف:4)

[2] (معجم الکبیر، ج:3، ص:179، رقم الحدیث:3051)

[3] (صحیح بخاری، ج:1، ص:7، رقم الحدیث:3)

[4] (صحیح بخاری، ج:4، ص:423)

[5] (صحیح بخاری، ج:1، ص:467، رقم الحدیث:1386)

مشاہدہ کرتا رہتا ہے- یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کریم (ﷺ) کی خاص الخاص عنایات ہیں- حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس پر کچھ اس طرح مقدمہ درج فرمایا ہے:

"روشن ضمیر آدمی خواب میں جو کچھ دیکھتا ہے وہ صحیح و درست ہوتا ہے کیونکہ اُسے قربِ الٰہی کی حضوری حاصل ہوتی ہے لیکن اہلِ نفس چونکہ اپنے نفس کا غلام ہوتا ہے اِس لئے جو کچھ دیکھتا ہے اپنی نیت و یقین کے مطابق دیکھتا ہے- چنانچہ جب وہ خواب میں حیوانوں کو دیکھتا ہے تو یہ حُبِّ دنیا اور اُس کے دل کی سیاہ دلی کی نشانی ہے کیونکہ وہ مقامِ ناسوت کا باسی ہے اور حیوانوں میں مشغول رہتا ہے- جو شخص خواب میں گھوڑا یا اونٹ یا شہباز دیکھتا ہے یا خود کو کسی بلند مقام پر دیکھتا ہے تو یہ دولت مند ہونے کی علامت ہے، اگر کوئی آدمی خواب میں باغ و بہار دیکھے یا خود کو کشتی میں سوار ہو کر دریا سے بخیر و عافیت پار اُترتا دیکھے اور بہشت میں داخل ہو کر حوروں سے مجامعت کی لذت پائے لیکن اُس کی منی باہر نہ نکلے تو یہ تقویتِ تقویٰ، توفیقِ ازلی، سلامتیٔ ایمان اور فیض و فضل سے باطن کی آبادی کی علامت ہے، حقیقی مومن مسلمان کو یہ مرتبہ مبارک ہو اور اگر کوئی شخص خواب میں جہنمی کافروں یا جوگی سنیاسیوں یا تارکِ نماز آدمیوں یا شرابیوں سے ملاقات کرتا ہے یا جھوٹے منافقوں اور جاہلوں کی مجلس کو دیکھتا ہے تو یہ اِس بات کی علامت ہے کہ خواب دیکھنے والا معرفتِ "اِلَّا اللّٰہُ"، حضوریٔ مجلسِ محمد رسول اللہ (ﷺ) اور قربِ الٰہی کے نزدیک پہنچ گیا ہے اِس لیے شیطانِ لعین ہر رات اُسے ناشائستہ مجالس کے ذریعے فریب دیتا ہے تاکہ اُس کا دل راہِ باطن سے سرد ہو جائے- اِس کا علاج یہ ہے کہ طالب اللہ دن رات اسمِ اللہ ذات اور اسمِ محمد سرورِ کائنات (ﷺ) اور صورتِ شیخ کامل کو اِس طرح اپنے تصور اور قبض و تصرف میں رکھے کہ ہر ایک تصور طالب اللہ کو خطراتِ شیطان اور مجالسِ ناشائستہ سے بچا کر حضورِ حق میں پہنچا دے تاکہ اُسے باطل کی خبر ہی نہ رہے- اکثر لوگ ایسے ہیں جو باطل کو حضوریٔ حق سمجھتے ہیں اور اہل حق کو باطل قرار دیتے ہیں- ایسے لوگ فقیر و درویش کس طرح ہو سکتے ہیں؟ یہ تو محض دوکاندار ہیں جو نفس کے غلام، شیطان کے قیدی، ہوا و ہوس میں مبتلا ریاکار اور باطن میں معرفتِ الٰہی سے محروم لوگ ہیں، یہ لوگ حیوانوں سے بدتر ہیں یا یوں کہیے کہ تیلی کے بیل ہیں جو بظاہر آراستہ نظر آتے ہیں مگر بباطن بدکردار ہیں، حقیقت میں اہلِ تقلید ہیں لیکن لوگوں کے سامنے اہلِ توحید فقیر بنے رہتے ہیں"-[6]

حضور نبی کریم (ﷺ) کی سنت مبارکہ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ (ﷺ) روشن ضمیر ہیں اور آپ (ﷺ) ظاہری طور پر آرام فرماتے تھے لیکن آپ (ﷺ) کا قلب بیدار رہتا تھا- حضور پاک (ﷺ) کی کامل اتباع کرنے والوں کو بھی یہ فیض نصیب ہوتا ہے- جیسا کہ سلطان صاحب فرماتے ہیں:

"اگر کوئی شخص دورانِ خواب یا مراقبہ بہشت میں چلا جائے اور بہشت کا کھانا کھا لے یا وہاں کی ندی کا پانی پی لے یا حور و قصور کو دیکھ لے تو خواب و مراقبہ کے بعد عمر بھر اُسے کھانے پینے کی حاجت نہیں رہتی، اُس کے وجود سے بھوک و پیاس مٹ جاتی ہے اور عمر بھر اُسے نیند نہیں آتی اگرچہ بظاہر وہ سوتا ہوا نظر آتا ہے- وہ تمام عمر ایک ہی وضو سے گزار دیتا ہے- اُس کے وجود میں طاعت و بندگی کی ایسی توفیق بھر جاتی ہے کہ اُس کا سر رات دن سجدے سے فارغ نہیں ہوتا- وہ روز بروز فربہ ہوتا جاتا بظاہر وہ جو کچھ کھاتا پیتا ہے محض لوگوں کی ملامت سے بچنے اور اُن سے پوشیدہ رہنے کی غرض سے کھاتا پیتا ہے، اُس کے لیے موسمِ سرما و گرما ایک جیسا ہوتا ہے بلکہ گرمی و سردی اُسے مزہ دیتی ہے، لیکن ایک درویش کے لئے یہ مراتب بھی نہایت ادنیٰ اور حقیر ہیں، فقیر کو اِن مراتب سے شرم و حیا آتی ہے کہ یہ مراتب فقرِ محمدی (ﷺ) سے بہت دور ہیں، اِن کا تعلق نفس و ہوا سے ہے- انتہائی مرتبہ یہ ہے کہ وہ دورانِ خواب یا مراقبہ لقائے ربّ العالمین سے مشرف ہو جائے، پھر

[6] (نور الھدیٰ، ص:87)

اُس کی مثل کوئی نہیں ہو سکتا- اُس کے باوجود میں معرفتِ توحیدِ الٰہی، تصورِ اسم اللہ ذات اور طلب و محبت کی ایسی آگ پیدا ہو جاتی ہے کہ جس کی ضرب و جلالیت سے نفس ہر وقت قہر و غضب و عتاب کا شکار رہتا ہے، لباسِ شریعت پہنتا ہے، اشاعتِ شریعت میں کوشاں رہتا ہے اور ہمیشہ پکارتا رہتا ہے:

"تَفَکَّرُوْا فِیْ اٰیٰتِہٖ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ"

"تعالیٰ کی نشانیوں میں تفکر کرو مگر اُس کی ذات میں تفکر مت کرو"-[7]

نفس پرستی کے ماروں کی نجات اور خوابِ غفلت کے مرض کا علاج حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک کلیہ میں یوں درج فرمایا ہے:

"کوئی خواب یا مراقبہ میں کفار اور مجلسِ اہلِ بدعت دیکھے یا کوئی ہر وقت نیند میں ڈوبا رہے اور وہ بیداری و زندہ دلی کھو بیٹھے یا اگر کوئی فسق و فجور ظلم و ستم اور شراب نوشی سے نجات نہ پا سکے تو اِن سب امراض کا علاج حاضراتِ تصورِ اسم اللہ ذات اور حاضراتِ تصورِ کلمہ طیبات "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" ہے، طریقِ تحقیق سے ہر ایک معاملہ اسم اللہ ذات کی برکت اور دعوتِ اہلِ قبور سے سمجھا بھی جا سکتا ہے اور اُس کا علاج بھی کیا جا سکتا ہے"-[8]

"ذاکر فقیر کو خواب نہیں آیا کرتے کہ (خواب تو غفلت کا نتیجہ ہوتے ہیں اور) فقیر غافل نہیں ہوتا بلکہ اُسے خدا اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ سے دائم الہام آیا کرتے ہیں جن سے اُسے جواب باصواب ملتے رہتے ہیں- باطن سے بے خبر فقیر کے خواب محض خیالات ہوتے ہیں جبکہ زندہ دل و روشن ضمیر فقیر کو ذکرِ اَللّٰہُ اور اسمِ اَللّٰہُ کے خواب آتے ہیں جن میں وہ وصالِ لازوال سے مشرف ہو کر نورِ جمالِ اَللّٰہُ کا عین بعین مشاہدہ کرتا ہے- الغرض! خواب کی شرح و تعبیر کسی صاحبِ تفسیر عالم یا کسی صاحبِ معرفت روشن ضمیر فقیر سے پوچھنی چاہیے- طالبِ دنیا، طالبِ عقبیٰ اور طالبِ مولیٰ کے خوابوں کی حال حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی خواب میں حیوان و پرندے اور حوش و سانپ و بچھو وغیرہ دیکھتا ہے تو سمجھو کہ اُس کے دل پر حُبِّ دنیا کی کدورت و سیاہی کا غلبہ ہے- اگر کوئی خواب میں باغ و بوستان، بلند و بالا محلات، حور و قصور اور میوہ درخت دیکھتا ہے تو سمجھ لو کہ اُس کے دل میں طلبِ عقبیٰ کا غلبہ ہے اور اگر کوئی خواب میں ذکرِ اَللّٰہُ کا شغل کرتا ہے، نماز پڑھتا ہے، خانہ کعبہ اور حرمِ مدینہ پاک کی زیارت کرتا ہے، سورج، چاند، دریا اور بادل دیکھتا ہے، انبیاء و اَولیاء کا ہم مجلس ہوتا ہے یا ذوق شوق کے ساتھ نورِ اَللّٰہُ کی تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے تو یہ اِس بات کی علامت ہے کہ وہ طالبِ مولیٰ ہے لہٰذا اُس کے خواب عبادات و معاملات اور اِستغراقِ تصورِ اسم اللہ ذات کے متعلق ہوں گے اور اُن کی تعبیر بیانِ صحیح کے مطابق کی جائے گی- اِسی طرح حیوانوں، انسانوں، پریشانوں اور نادانوں کے خوابوں کی تعبیر بھی اُن کی عقل کے مطابق نقل کی جائے گی"-[9]

غوث الاعظم (رحمۃ اللہ علیہ) خواب کی حقیقت اور اس کے اجزاء و تعبیر کے بارے میں مفصل گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"خواب دو طرح کے ہوتے ہیں - ایک کا تعلق آفاق (عالمِ دنیا) سے ہے اور ایک کا تعلق انفس (عالمِ غیب) سے ہے اور اِن کی بھی دو دو قسمیں ہیں- عالمِ انفس سے متعلق خواب یا تو اخلاقِ حمیدہ کی پیداوار ہوتے ہیں یا اخلاقِ ذمیمہ کی- اخلاقِ حمیدہ کے نتیجہ میں آنے والے خوابوں میں جنت اور نعمائے جنت، حور و قصور و غلمان و سفید نورانی صحرا، سورج و چاند ستارے اور ایسی ہی دیگر چیزیں نظر آتی ہیں- اِن سب کا تعلق صفتِ دل سے ہے لیکن وہ خواب کہ جن میں حیوانوں اور پرندوں کا گوشت کھایا جائے نفسِ مطمئنّہ سے تعلق رکھتے ہیں کہ جنت میں نفسِ مطمئنّہ کی خوراک بھنا ہوا گوشت ہے مثلاً بکری اور پرندوں کا بھنا ہوا گوشت یا گائے کہ جسے جنت

[7](شمس العارفین، ص:147)

[8](شمس العارفین، ص:127)

[9](محک الفقر، ص:401)

سے حضرت آدم (علیہ السلام) کے لئے بھیجا گیا تا کہ وہ اِس سے دنیا میں کھیتی باڑی کریں- اِسی طرح اونٹ کہ جسے جنت سے کعبۂ ظاہر اور کعبۂ باطن کے تزین کے لئے بھیجا گیا اور گھوڑا کہ جسے جہادِ اصغر اور جہادِ اکبر کا آلہ بنا کر بھیجا گیا- یہ تمام چیزیں بہبودِ آخرت کے لئے ہیں- حدیثِ مبارکہ میں آیا ہے کہ بکری کو جنت کے شہد سے، گائے کو جنت کے ریحان سے پیدا کیا گیا اور خچر نفسِ مطمئنّہ کی ادنیٰ صفات میں سے ہے اِس لئے اِسے خواب میں دیکھنے کی تعبیر یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا معاملاتِ عبادت میں ست و کاہل ہے اور اُس پر نفسانی ثقالت غالب ہے اس لئے اُس کے اعمال کا نتیجہ کچھ بھی نہیں البتہ اگر وہ توبہ کر کے اعمالِ صالحہ اختیار کر لے تو اُس کی جزا بھلائی ہے اور گدھے کو جنت کے پتھروں سے پیدا کیا گیا ہے تا کہ حضرت آدم (علیہ السلام) اور اُن کی اولاد اِس سے دنیا و آخرت کی کمائی کرے"-[10]

ایک اور مقام پر شیخ عبد القادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے خوابوں کی تعبیر کے متعلق کچھ اس طرح بیان فرمایا ہے:

"خواب میں چیتے کو دیکھنا اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں عجب و تکبر کی علامت ہے جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے:"جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور اُن کے مقابلے میں تکبر کیا، اُن کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور اُن کا جنت میں جانا ایسے ہی ناممکن ہے جس طرح کہ سوئی کے ناکے سے اونٹ کا گزرنا- اِسی طرح بدلہ دیا جائے گا اُس مجرم کو جو لوگوں کے سامنے تکبر کرتا ہے"- شیر کو خواب میں دیکھنا مخلوق پر عظمت و بڑائی کے اظہار کی علامت ہے- اِسی طرح ریچھ کو دیکھنا زیرِ دست لوگوں پر غلبہ اور قہر و غضب کی علامت ہے، بھیڑیے کو دیکھنا حرام و مشتبہ چیزوں کو بلا تمیز کھانے کی رغبت ظاہر کرتا ہے، کتے کو دیکھنا حُبِّ دنیا اور اُس کی خاطر غیض و غضب میں آنے کی علامت ہے- خنزیر کو دیکھنا کینہ و حسد و حرص و شہوت کی علامت ہے- خرگوش کو دیکھنا معاملاتِ دنیا میں حیلہ و مکر کرنے کی علامت ہے، لومڑی کو دیکھنا بھی خرگوش کی مانند ہے لیکن خرگوش میں غفلت کی صفت غالب ہے، تیندوے کو دیکھنا جاہلیت کی غیرت اور حُبِّ ریاست و حُبِّ عزت کی علامت ہے، بلی کو دیکھنا بخل و نفاق کی علامت ہے، سانپ کو دیکھنا لوگوں کو زبان سے اذیت دینے مثلاً گالی گلوچ کرنے، غیبت کرنے اور جھوٹ بولنے وغیرہ کی علامت ہے- اِس قسم کے درندوں کو خواب میں دیکھنے کی صحیح تعبیر کرنا اہلِ بصیرت کا کام ہے کہ وہ اپنی بصیرت سے اُس کا ادراک کر لیتے ہیں- خواب میں بچھو کو دیکھنا آنکھوں کے اشارے سے نکتہ چینی و تہمت و عیب جوئی و چغل خوری کی علامت ہے، بھڑ کا دیکھنا لوگوں کو زبان سے معمولی دکھ پہنچانے کی علامت ہے جب کہ سانپ کو دیکھنا لوگوں سے عداوت رکھنے کی علامت ہے- جب سالک دیکھے کی وہ خواب میں موذی جانوروں سے لڑ رہا ہے لیکن اُن پر غالب نہیں ہو رہا ہے تو اُسے چاہیے کہ وہ عبادت و ذکر اللہ میں کثرت کرے حتّٰی کہ وہ اُن پر غالب آ جائے اور اُن کو ہلاک کر دے یا اُن کی صفتِ درندگی کو صفتِ بشریت میں بدل دے- اُن پر پورا پورا غلبہ اور اُن کی مکمل تباہی کا مطلب یہ ہے کہ وہ اُن برائیوں کو مکمل طور پر ترک کر دے جیسا کہ بعض تائبین کے حق میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے:"اللہ تعالیٰ نے اُن کی برائیوں کو مٹا دیا اور اُن کے دلوں کی اصلاح فرما دی" اور اگر وہ خواب میں کسی درندے کی شکل کو انسانی شکل میں بدلا ہوا دیکھے تو یہ اِس بات کی علامت ہے کہ اُس کی برائیاں نیکیوں میں بدل گئی ہیں جیسا کہ بعض تائبین کے حق میں فرمانِ حق تعالیٰ ہے:"جو توبہ کر لے، ایمان لے آئے اور اعمالِ صالحہ اختیار کر لے تو اُس کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دے گا"- پس وہ اُن موذیوں سے نجات پا گیا- اِس کے بعد بھی انسان کو چاہیے کہ وہ اِن کے شر سے بے خوف نہ ہو جائے کیونکہ برائیوں کے مٹ جانے کے بعد بھی نفس کو عصیان کی جانب سے ایسی قوت حاصل ہو سکتی ہے جو زور پکڑ کر نفسِ مطمئنّہ پر غالب آ جائے- اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ بندہ جب تک دنیا میں رہے جمیع آفات و

[10](سرّ الاسرار، ص:191)

مناہی سے دُور رہے۔ بعض اوقات نفسِ امارہ کفار کی صورت میں، نفسِ لوامہ یہود کی صورت میں اور نفسِ ملہمہ نصاریٰ کی صورت میں نظر آتا ہے اور بعض اوقات اُن سے بھی انوکھی اور نئی نئی صورتوں میں نظر آتا ہے"۔[11]

خواب میں انوار و تجلیات کا مشاہدہ کرنا:

تعلیماتِ صوفیاء کے مطابق خواب میں اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی رویئت کرنا روا ہے۔ جیسا کہ ما قبل از روئے قرآن و حدیث ذکر ہوا ہے کہ خواب بندہ مومن کے لئے بشارت ہے اور حدیث نبوی (ﷺ) میں نیک خواب کو نبوت کا ایک حصہ بھی فرمایا گیا ہے یعنی نیک خواب انبیاء (علیہم السلام) کی سنت میں سے ہے۔ خواب میں ظاہر سوتا ہے لیکن عقل و روح بیدار رہتے ہیں اور جن کے اذہان و ارواح پاک ہوتے ہیں انہیں ذاتِ الٰہی کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ کرنا نصیب ہوتا ہے۔

روایات میں آتا ہے امام اعظم امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کو 100 مرتبہ خواب میں اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی رویئت نصیب ہوئی جسے صحیح سند سے اہل سیر اور حنفی فقہا نے بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ حضرت سلطان باھو علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"اہلِ ناسوت لوگوں کا خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا روا ہے جیسا کہ امامِ اعظم (رحمۃ اللہ علیہ) نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور اہلِ شرح نے اِسے جائز قرار دیا"۔[12]

اسی نسبت سے شیخ عبدُ الحق محدث دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ:

" دنیا میں خواب میں اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی رویئت ہوسکتی ہے بلکہ ہوئی بھی ہے، ہمارے امامِ اعظم بھی اس نعمت سے مشرف ہوئے ہیں"۔[13]

مزید ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) نے حکیم ترمذی، شمسُ الائمہ علامہ کردری اور حمزہ الزیات وغیرہ کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ خواب میں اللہ پاک کے انوار و تجلیات کی رویئت سے مشرف ہوئے ہیں۔[14]

امام احمد بن حنبل (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"مَیں خواب میں اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی رویئت سے مشرف ہوا، میں نے عرض کی: اے رب! تیرے نزدیک کون سا عمل افضل ہے جس کے ذریعے مقربین تیرا قرب حاصل کرتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: اے احمد! وہ میرا پاک کلام (قراٰنِ پاک) ہے۔ میں نے عرض کی: اے رب! اسے سمجھ کر پڑھے یا بغیر سمجھے پڑھے۔ ارشاد فرمایا: سمجھ کر پڑھے یا بغیر سمجھے"۔[15]

عارف باللہ شخص خواب میں مشاہدہ کرنے کے بعد ظاہر میں شریعت کا مزید پابند ہوجاتا ہے اور اس کا ظاہر باطن اشتیاقِ جمال میں محو رہتا ہے۔ جیسا کہ حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"جو کوئی اللہ تعالیٰ کو خواب یا مراقبے میں دیکھ لیتا ہے وہ مجذوب ہوجاتا ہے یا بیدار و ہوشیار ہو کر توحید ربوبیت کے نور کا مشاہدہ کرتا ہے جس سے اُس کے وجود میں اِتنی تپش پیدا ہوجاتی ہے کہ وہ جل کر مر جاتا ہے یا پھر اُس کی زبان پر مہرِ سکوت لگ جاتی ہے اور وہ خاموشی اختیار کر لیتا ہے یا پھر رات دن سجدہ ریز رہتا ہے۔ لباسِ شریعت میں ملبوس ہو کر احکامِ شریعت کی پابندی میں کوشاں رہتا ہے اور اُس صورتِ بے مثل کو کسی صورت کی مثل قرار نہیں دیتا"۔[16]

ہماری زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کی معرفت اور قرب و وصال حاصل کرنا ہے جس کیلئے بیداریٔ قلب و روح، محاسبہ نفس ضروری ہے۔ کیونکہ بندہ مومن اس وقت تک کامیابی کی راہ پر نہیں چل سکتا جب تک اس کے ظاہر کے ساتھ اس کا باطن یعنی نفس و قلب پاک نہ ہوجائیں۔ ذکر اَللّٰہُ قلب کی پاکی و بیداری کا ذریعہ ہے اور خواب میں

[11] (سرّ الاسرار، ص:201)
[12] (عین الفقر، ص:214)
[13] (اشعۃ اللمعات، ج:4، ص:449)
[14] (منح الروض الازھر، ص:151)
[15] (احیاء العلوم، ج:1، ص:364)
[16] (کلید التوحید کلاں، ص:459)

مشاہدہ ربانی کی کلید- حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) اسی نسبت فرماتے ہیں:

"بعض عارفوں کو تصورِ اسم اللہ ذات کے ذریعے انوارِ محبت و معرفت کا مشاہدہ خواب میں نصیب ہوتا ہے اور وہ عین بعین اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی رویئت کرتے ہیں- ایسے لوگوں کو چاہیے کہ رات دن خواب دیکھا کریں کہ اُن کے خواب عین عبادت و ثواب ہوتے ہیں اور نوم العروس کی طرح اُن کے خواب غفلت و ظلمت کا پردہ چاک کرنے والے ہوتے ہیں- آقا کریم (ﷺ) کا فرمان ہے: "میری آنکھ تو سوتی ہے مگر میرا دل جاگتا رہتا ہے"-[17]

خواب کی اقسام:

خواب کی تقسیم انسانی عادات و اعمال سے ہوتی ہے- نیک کار کے خواب پاک اور حقیقت سے قریب تر ہوتے ہیں جبکہ شر پسند کے خواب اس کے اعمال کے منعکس ہوتے ہیں- سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے خواب کے متعلق فرمایا ہے کہ:

"ایک خواب عالم دنیا یعنی آفاق سے تعلق رکھتا ہے جبکہ دوسرا عالم غیب یعنی انفس سے- آپ نے مزید شرح کرتے ہوئے فرمایا کہ انفس کا دارومدار اخلاق پر مبنی ہے- جبکہ آپ نے تعبیرات کے متعلق بھی مفصل گفتگو فرمائی ہے"-[18]

انسانی نفوس اور خواب کی اقسام کو حضرت سلطان باھو علیہ الرحمہ نے یوں بیان فرمایا ہے:

"جان لے کہ خواب اور اہلِ خواب تین قسم کے ہوتے ہیں-(1) ظالم و جاہل مردہ دل اہلِ دنیا کے خواب محض خیال ہی ہوتے ہیں کہ ظلمت و گمراہی کی وجہ سے اُن کی دل سیاہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی نگاہِ رحمت سے دور ہو جاتے ہیں-(2) علمائے تفسیر و احادیث کے خواب قال و اعمال و احوال اور کمالِ علم کے خواب ہوتے ہیں-(3) اگر کوئی کسی خوب صورت نوجوان کو سفید لباس میں دیکھتا ہے تو وہ ابھی ابتدائی درجے میں ہے، اگر کسی روحانی مجلس میں سرخ لباس اور دو بال دیکھتا ہے تو وہ متوسط درجے میں ہے اور اگر وہ نورانی مجلس میں سفید ریش اور سرخ لباس کو دیکھتا ہے تو وہ منتہی درجے میں ہے"-[19]

ایک جگہ آپؒ نے خواب کی 6 اقسام بیان کی ہیں- جیسا کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

"خواب و مراقبہ چھ طرح کا ہوتا ہے- بعض کا خواب و مراقبہ تصورِ اسم اللہ ذات کے زیر اثر ہوتا ہے، یہ خواب و مراقبہ معرفتِ رحمانی ہے (یعنی اِس سے معرفتِ رحمٰن نصیب ہوتی ہے)- بعض کا خواب و مراقبہ تلاوتِ قرآن اور وِردِ اسمائے سبحان کے زیر اثر ہوتا ہے، یہ خواب و مراقبہ روحانی ہے جس میں تمام انبیاء واؤلیاء کی ارواح سے مجلس و ملاقات نصیب ہوتی ہے- بعض کا خواب و مراقبہ سرود و شراب نوشی اور بدعت و گمراہی کے زیر اثر ہوتا ہے، یہ خواب و مراقبہ شیطانی ہے- بعض کا خواب و مراقبہ حرص و حسد، غیبت و عجب اور کبر و ریا کے زیر اثر ہوتا ہے، یہ خواب و مراقبہ نفسانی ہے اور بعض کا خواب و مراقبہ فرشتوں یا جنوں یا مؤکلات کے زیر اثر ہوتا ہے جس سے مختلف احوال معلوم ہوتے ہیں، یہ خواب و مراقبہ نادانی ہے- در حقیقت خواب و مراقبہ دو قسم کا ہوتا ہے- ایک یہ کہ بعض لوگوں کا خواب و مراقبہ محض خام خیالی ہوتا ہے، یہ مردو دل ناسوتی لوگوں کا خواب و مراقبہ ہے جس میں دو مختلف حیوانات مثلاً درندے، مور و سانپ، گائے گدھے اور اُونٹ وغیرہ دیکھتے ہیں- پس معلوم ہوا کہ اُن کے دل حُبِّ دنیا کی ظلمت سے آلودہ ہیں اِس لئے معرفتِ ذاتِ اِلٰہی سے محروم ہیں- دوسرے یہ کہ بعض کا خواب و مراقبہ معرفت و وصالِ اِلٰہی پر مبنی ہوتا ہے، یہ اہلِ ذکر فکر صاحبِ تلاوت، صاحبِ وظائف، صاحبِ صوم و صلوٰۃ اور صاحبِ ذات غرق فنافی اللہ بقاباللہ حضرات کا خواب و مراقبہ ہے- بعض حضرات خواب و مراقبہ میں جنت کے وانہار اور حور و قصور دیکھتے ہیں، خواب میں نماز پڑھتے ہیں اور حرمِ کعبہ و حرمِ مدینہ کی زیارت کرتے ہیں، یہ اہلِ تقویٰ اہل جنت علمائے عامل کا خواب و مراقبہ

[17](نور الہدیٰ، ص:247)

[18](سرّ الاسرار، ص:191)

[19](محک الفقر، ص:399)

ہے۔بعض لوگ خواب و مراقبہ میں آبِ دریا میں تیرتے ہیں، پھر دریا سے نکل کر طیر سیر کرنے لگتے ہیں اور ذکرِ کلمہ طیب "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" میں محو ہو کر مجلسِ محمدی (ﷺ) کی دائمی حضوری اختیار کر لیتے ہیں اور دریائے معرفتِ نورِ توحید میں غوطہ زن رہتے ہیں۔یہ عارفانِ باللہ فقرائے کامل کا خواب و مراقبہ ہے۔پس معلوم ہوا کہ خواب کا دارومدار تعبیر پر ہے اور مراقبہ سراسر روشن ضمیری ہے۔عارفوں کو خواب و مراقبہ کی حاجت ہی نہیں ہوتی کہ اُنہیں تو دم بدم بارگاہِ حق قصر سے ہزارہا الہامات اور بارگاہِ نبوی (ﷺ) سے ہزارہا پیغامات اور قربِ حضور سے جوابات باصواب آتے رہتے ہیں۔باطن صفا آدمی کو مراقبہ و خواب و استخارہ کی ضرورت ہی کیا ہے کہ جب نفسِ امارہ کو مار دیا جائے تو دونوں جہان نظر کے سامنے رہتے ہیں لہٰذا عارفانِ باللہ کے مدنظر ہر وقت "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" رہتا ہے اور وہ ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہتے ہیں، قربِ حضور کا یہ مرتبہ اُنہیں اسم اللہ ذات کی برکت و حرمت سے نصیب ہوتا ہے۔اِس کے علاوہ خواب و مراقبہ کے پانچ مراتب اور پانچ مقامات اور بھی ہیں۔بعض حضرات اِن سب کے عامل و کامل ہوتے ہیں اور بعض اِن سب سے بے خبر اور ناقص خام ہوتے ہیں۔مقامِ ازل میں صاحبِ رجا خواب و مراقبہ میں جو کچھ دیکھتا ہے مقامِ روحانیت سے ذکرِ روح کی برکت سے دیکھتا ہے۔مقامِ دنیا ناسوت سے مردہ دل اہلِ دنیا خواب و مراقبہ میں جو کچھ دیکھتا ہے وہ مقامِ دنیا سے شامتِ نفس کی بدولت دیکھتا ہے۔صاحبِ مقامِ عقبیٰ خواب و مراقبہ میں جو کچھ دیکھتا ہے وہ مقامِ عقبیٰ سے ذکرِ قلب کی برکت سے دیکھتا ہے اور صاحبِ مراتبِ معرفتِ مولیٰ خواب و مراقبہ میں جو کچھ دیکھتا ہے وہ مقامِ توحید لامکان سِر اسرارِ سبحان معرفتِ قربِ حضور و عنایت و ہدایت و جمعیت سے جامع العلوم ذکرِ سِری حی قیوم کی برکت سے دیکھتا ہے۔پس عارف باللہ اُسے کہتے ہیں جو ان پانچ مقامات کے جملہ مطالب کو حاضراتِ اسم اللہ ذات سے کھول کر دکھادے اور ایک ہی دم میں ایک ہی قدم پر بلا رنج و ریاضت طالب اللہ کو عطا کر دے۔اِس شان کا مرشد ہی مرشدِ کامل ہوتا ہے۔اِس سے کم درجے کا مرشد ناقص و خام ہے۔طالبِ مولیٰ پر ایسے ناقص و خام مرشد سے دست بیعت کرنا اور اُس سے تلقین لینا حرام ہے"۔[20]

اہلِ دنیا اور اہل اللہ کے خواب میں فرق

حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) نے جابجا اپنی تصانیف میں اس بات کو بیان فرمایا ہے کہ اہلِ دنیا کو اہل اللہ کی مجلس راست نہیں آتی۔اس کی وجہ آپؒ یہ بیان فرماتے ہیں کہ اہلِ دنیا کا مقصود فقط مال و متاع اور زینت دنیا کا حصول ہوتا ہے جبکہ اہل اللہ کے نزدیک دنیا کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے۔ترکِ ماسوا اللہ کی وجہ سے اہل اللہ کو وہ قرب حاصل ہوتا ہے یہ ان کا جاگنا بھی حضوری ہوتا ہے اور ان کا سونا بھی حضوری ہوتا ہے۔جیسا کہ آپؒ فرماتے ہیں:

"بعض لوگوں کے خواب خیالات کی پیداوار ہوتے ہیں اِس لئے اُن کے خواب محض خیالات ہی ہوتے ہیں اور بعض کے خواب وصال پر مبنی ہوتے ہیں اِس لئے اُن کے خواب مکمل وصال ہوتے ہیں۔اِن مراتب کو بدخصال و مردہ دل لوگ کیا جانیں؟ معرفتِ اِلٰہی کی راہ میں مستی خام مرتبہ ہے اور بندگی و عبادت سعادت و کمال کا مرتبہ ہے۔مرد وہ ہے جو مستی و خواب میں باشعور رہتے ہوئے ذکرِ مذکور میں مشغول رہے"۔[21]

فقراء خواب میں بھی اہلِ حضور ہوتے ہیں جیسا کہ آپؒ فرماتے ہیں:

"فقراء کا شکم تنور کی مثل ہوتا ہے، اُن کا سب کھایا پیا آتشِ شوق سے جل کر نور بن جاتا ہے۔فقراء کا کھانا نور، سونا شرفِ دیدارِ حضور اور جاگنا باطن معمور ہوتا

[20](کلید التوحید کلاں، ص:59)
[21](کلید التوحید کلاں، ص:83)

ہے- فقراء نافع المسلمین ہوتے ہیں اور خلقِ خدا میں آفتاب کی طرح فیض بخش مشہور ہوتے ہیں- طالب فقیر پر فرضِ عین ہے کہ وہ پہلے ہی دن اِس مرتبے پر ضرور پہنچے"-[22]

آپؒ حالت بیداری و خواب میں اپنی کیفیات کے متعلق فرماتے ہیں:

"اگر مَیں حالتِ خواب میں ہوتا ہوں تو تب بھی غرقِ توحید ہو کر خدا کا یار ہوتا ہوں اور اگر حالتِ بیداری میں ہوتا ہوں تو تب بھی اُس کے قرب و دوستی میں ہوشیار ہوتا ہوں"-[23]

خواب کو نبوت کا 46واں حصہ فرمایا گیا ہے- اس میں بہت سے رموز پنہاں ہیں- بہت سے اہل اللہ کو خواب کے توسط سے عظیم مراتب نصیب ہوتے ہیں- حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) حضرت رابعہ بصری (رحمۃ اللہ علیہا) کے بارے میں فرماتے ہیں:

"حضرت رابعہ بصری (رحمۃ اللہ علیہا) حالتِ خواب میں بلاواسطہ مراتبِ فقر پر جا پہنچیں"-[24]

اہل اللہ کے خواب انہیں غفلت میں نہیں ڈالتے- جیسا کہ آپؒ فرماتے ہیں:

"جب قلب ذکرِ اَللّٰہُ سے زندہ و بیدار ہو کر نورِ اَللّٰہُ کے مشاہدہ میں غرق ہوتا ہے تو ازل سے ابد تک نہ تو خواب و غفلت کا شکار ہوتا ہے نہ سلب ہوتا ہے اور نہ کبھی مرتا ہے-

مثنوی: "عارفوں کی نیند اُن کی بیداری سے کہیں بہتر ہوتی ہے اور اُن کے خواب دیدارِ جنت سے زیادہ خوشگوار ہوتے ہیں- جس کی روح زندہ و نفس مردہ ہو اُس کی نیند میں خواب و خیال ہی نہیں ہوتا اور نہ ہی اُسے خواب کہا جاسکتا ہے اُن کے پیشِ نظر مطلق ذات بے حجاب ہوتی ہے"-[25]

حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) نے خواب و بیداری کے متعلق اہل اللہ کا کمال وصف بیان فرمایا ہے جو انہیں باذن الٰہی نصیب ہوتا ہے- آپؒ فرماتے ہیں:

"پس تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اہل دل کبھی کبھی سچے خوابوں کی صورت میں اسرارِ ملکوت کا مشاہدہ و مکاشفہ کرتے رہتے ہیں اور کبھی کبھی بیداری کی حالت میں بھی اُن پر مشاہدہ کی صورت میں معانی منکشف ہوتے رہتے ہیں اور یہ حالت اعلیٰ درجات میں سے ہے اور یہ درجاتِ نبوت میں سے ہیں- بے شک سچے خواب نبوت کا 46واں حصہ ہیں- پس تم اُن کے معاملے میں ڈرنا، اگر تم اِس بارے میں غلطی کرو گے تو تمہارے قصور کی حد تجاوز کر جائے گی اور تم ہلاکت میں جا پڑو گے- اُس عقل سے جہالت بہتر ہے جو اُن کے انکار کی طرف راغب کرے کیونکہ اوَلیاء اللہ کے امور سے جس نے انکار کیا اُس نے گویا انبیاء (علیہم السلام) کا انکار کیا اور وہ دین سے مکمل طور پر نکل گیا"-[26]

شیطان خواب میں کس کی صورت اختیار نہیں کر سکتا؟

حضور سیدنا غوث پاک (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی تعلیمات میں بیان فرمایا ہے کہ شیطان گو کہ کسی کی صورت میں آکر انسان کو بہکا سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر محال کر دیا ہے کہ وہ کبھی بھی حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات پاک کی صورت اختیار نہیں کر سکتا- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: "جس نے مجھے دیکھا (خواب میں) اُس نے سچ مچ مجھے ہی دیکھا کہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا اور نہ ہی اُس کی مثل بن سکتا ہے جس نے شریعت و طریقت و معرفت و حقیقت و بصیرت کے نور سے میری اتباع کی"- چنانچہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: "مَیں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، مَیں اور میرے پیروکار نورِ بصیرت کے مالک ہیں"- شیطان اُن تمام لطیف انوار کی مثل نہیں بن سکتا-

[22](نور الھدیٰ، ص:559)

[23](عین الفقر، ص:75)

[24](عین الفقر، ص:287)

[25](محک الفقر، ص:242)

[26](کلید التوحید کلاں، ص:629)

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی تصنیف لطیف سر الاسرار میں بیان فرماتے ہیں:

"صاحب مظہر نے لکھا ہے کہ یہ کمال صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات سے ہی مختص نہیں بلکہ شیطان وہ تمام صورتیں اختیار نہیں کر سکتا جو مظہر رحمت و شفقت و لطف و ہدایت ہیں مثلاً جملۂ انبیائے کرام، اولیائے کرام، ملائکہ، خانہ کعبہ، سورج و چاند، سفید بادل اور الہامی کتب و مصحف وغیرہ کیونکہ شیطان مظہر قہر ہے اِس لئے وہ صرف ایسی صورتیں اختیار کر سکتا ہے جو اسم مُضِلُّ کی مظہر ہیں- پس جو صورت اسم ھَادِیٌ کی مظہر ہے وہ اسم مُضِلُّ کی مظہر کیونکر ہو سکتی ہے کہ ہدایت و ضلالت ایک دوسرے کی ضد ہیں اِس لئے ممکن ہی نہیں کہ آگ پانی میں تبدیل ہو جائے یا پانی آگ میں بدل جائے کیونکہ دونوں کے درمیان بے حد تفاوت و نفرت و دوری ہے اور یہ اِس لئے ہے کہ حق و باطل میں تمیز ہو سکے جیسا کہ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: "اِسی طرح اللہ تعالیٰ حق و باطل کی مثال دیتا ہے"- شیطان صورتِ ربّانی کی مثل بن سکتا ہے اور دعویٰ ربوبیّت بھی کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ صفاتِ جلال و جمال کا جامع ہے اور شیطان صفتِ قہر کا مظہر ہے اِس لئے اِس صورت میں اُس کا ظاہر ہونا اور دعویٰ ربوبیّت کرنا اسم مُضِلُّ کے ساتھ مختص ہے جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے- شیطان چونکہ مظہر صفاتِ ضلالت ہے اِس لئے خود کو صورتِ ربانی میں ظاہر کرتا رہتا ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے البتہ وہ ایسی صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتا جو تمام صفات کی جامع ہو کیونکہ شیطان میں صفاتِ ہدایت مفقود ہیں"-[27]

بعین اسی طرح حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) نے بھی اپنی کتاب میں اس بیان کو قلمبند فرمایا ہے- ملاحظہ ہو:

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: "جس نے مجھے دیکھا، بے شک اُس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری مثل ہرگز نہیں بن سکتا اور نہ ہی وہ خانہ کعبہ کی مثل بن سکتا ہے" یعنی جس نے خواب میں مجھے دیکھا، بے شک اُس نے سچ مچ مجھے ہی دیکھا- کیونکہ شیطان کو یہ قدرت حاصل نہیں کہ وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت اختیار کر سکے یا شیخ کامل کی صورت اختیار کر سکے- جس نے مندرجہ بالا حلیہ کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار کا اِنکار کیا اُس نے گویا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کا اِنکار کیا اور جس نے آپ کی حدیث مبارک کا اِنکار کیا اُس نے گویا آپ (ﷺ) کا اِنکار کیا اور جس نے آپ (ﷺ) کا اِنکار کیا بے شک وہ کافر ہے- اِس عطائے اِلٰہی کا شرف بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس سے حاصل ہوتا ہے"-[28]

حرفِ آخر:

نفسانی اور روحانی کے خواب ایک سے نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کی بیداری ایک سی ہوتی ہے- صوفیاء کرام نے خوابوں کی حقیقت، تعبیر اور اقسام کو کھول کھول کر بیان فرمایا ہے- اگر ان تمام اقتباسات کا لبِ لباب پیش کیا جائے تو وہ محض یہی ہے کہ انسان کا جاگنا اور سونا، زندہ رہنا اور مرنا، کھلی آنکھ سے مشاہدہ کرنا اور خواب میں طیر سیر کرنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات کی خاطر ہی ہونا چاہئے- جب انسان اپنا سب کچھ اللہ اور اس کے محبوب (ﷺ) کے سپرد کر دیتا ہے تو اس کو خوف و خطر سے رہائی نصیب ہو جاتی ہے اور وہ ہر لمحہ، ہر لحظہ مشاہداتِ جمال میں گرفتار رہتا ہے- اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں صوفیاء کرام کی تعلیمات کو سمجھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے- آمین!

☆☆☆

[27] (سرّ الاسرار، ص:187)

[28] (کلید التوحید کلاں، ص:105)

شمس العارفین

تصنیف لطیف از:
سلطان الفقر (پنجم) سلطان العارفین
حضرت سخی سلطان باھوؒ
مترجم: سیدامیرخان نیازی

قسط:34

اگر دعوت شروع کرتے وقت صاحبِ دعوت کی خواہش ہو کہ کفار کو مسلمان کرلے یا رافضیوں اور خارجیوں کی بیخ کنی کر دے یا اُنہیں جلاوطن کر دے یا ایک ہی دم میں دشمنانِ دین کی جان قبض کر لے یا اُنہیں ایساروگ لگا دے کہ پھر وہ تندرست نہ ہو سکیں یا وہ چاہے کہ مشرق سے مغرب تک تمام لوگوں کو ہدایت و تلقینِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نصیب ہو جائے یا وہ ایسا صاحبِ نظر و اہلِ معرفت ہو جائے کہ کونین کی ہر زیر و زبر اُس کے تابع فرمان ہو جائے یا وہ عیسیٰ صفت ہو کر ایسے مرتبے پر پہنچ جائے کہ ایک ہی دم سے مردے کو زندہ کر دے تو وہ اِن اسمائے مبارکہ کے تصور و تصرف و توفیق کی باطنی راہ اختیار کر کے یہ مقاصد حاصل کر لے- وہ اسمائے مبارکہ یہ ہیں:

یہ وہ اسمائے مبارکہ ہیں کہ اگر اِن کے تصور سے مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری کا ارادہ کیا جائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اصحابِ کبار (رضی اللہ عنہم) کی ارواحِ مقدسہ حاضر ہو جاتی ہیں، اگر اِن کے تصور سے صحبتِ شیخ کی نیت کی جائے تو صورتِ شیخ حاضر ہو جاتی ہے اور الہامات کے ذریعے رہنمائی کرتی ہے- اگر اِن کے تصور سے میکائیل (علیہ السلام) کا خیال کیا جائے تو وہ حاضر ہو جاتے ہیں اور بارانِ رحمت برسا دیتے ہیں، اگر اِن کے تصور سے اسرافیل (علیہ السلام) کا خیال کیا جائے تو وہ حاضر ہو جاتے ہیں اور جس ملک کو فنا کرنا مقصود ہو اُسے دم بھر میں ایسا تباہ و برباد کرتے ہیں کہ پھر قیامت تک آباد نہیں ہوتا، اگر اِن کے تصور سے عزرائیل (علیہ السلام) کا خیال کیا جائے تو وہ حاضر ہو جاتے ہیں اور بذریعہ الہام پوچھتے ہیں کہ اگر کسی دشمن کو ہلاک کرنا مقصود ہے تو دم بھر میں وہ اُس کی جان قبض کر لیتے ہیں- اِن کے انتہائی تصور سے وہم توجہ بن جاتا ہے اور فقیر کا وہم تمام جہان کو گھیر لیتا ہے کیونکہ جب وہ دعوت ختم کرتا ہے تو چار قسم کے باطنی لشکر اُس کی حفاظت کے لئے اُس کے گرد جمع ہو کر نگہبانی کرتے ہیں، اگرچہ وہ ظاہری آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتے- وہ باطنی لشکر یہ ہیں-

(۱) نگاہِ الٰہی میں منظوری کا لشکر، (۲) نگاہِ محمدی (ﷺ) میں منظوری و حضوری کا لشکر، (۳) موکّل فرشتوں اور جنونیت کا لشکر، (۴) ارواحِ شہدا کا لشکر۔ ایسے صاحبِ دعوت ولی اللہ کو جب کسی پر غصہ آتا ہے تو غیب سے اُسے ایسا زخم لگتا ہے جو کبھی ٹھیک نہیں ہوتا اور آخر کار وہ اُسی زخم سے مر جاتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ وہ خلق کا بوجھ برداشت کرے اور اُنہیں دکھ نہ دے، بلکہ نافع المسلمین بن کر رہے۔

باب ہفتم

متفرق مضامین و شرحِ جمعیّت

جان لے کہ جمعیت کہ پانچ حروف ہیں اور ہر حرف کا اپنا الگ مقام ہے۔ ہر حرف کا تصور اپنے مقام کی تمام نعمتوں کا مکمل تصرف بخشتا ہے۔ صاحبِ جمعیت جب اِن پانچوں مقامات کو اپنے قبضے و تصرف میں لے لیتا ہے تو اُس کے دل میں حاجت باقی رہتی ہے نہ کوئی افسوس کہ وہ جو چاہتا ہے اُسے مل جاتا ہے۔ مقامِ جمعیت جملہ علومِ تحقیقاتِ حیٌّ قیوم کا جامع ہے اور وہ پانچ گنج و پانچ مقامات کہ جن میں جملہ نعمتوں کا تصرف پایا جاتا ہے یہ ہیں۔ مقامِ ازل، تصرفِ ازل، گنجِ ازل اور نعمتِ ازل۔ مقامِ ابد، تصرفِ ابد، گنجِ ابد اور نعمتِ ابد۔ مقامِ دنیا، تصرفِ دنیا، گنجِ دنیا اور نعمتِ دنیا، نعمتِ دنیا سے مراد اُن تمام چیزوں کا تصرف ہے جو روئے زمین پر پائی جاتی ہیں۔ مقامِ عقبیٰ، تصرفِ عقبیٰ، گنجِ عقبیٰ اور نعمتِ عقبیٰ۔ پنجم مراتبِ نعمت و تصرف و گنجِ اعلیٰ قرب و حدانیتِ فنا فی اللہ بقا باللہ بحق تعالیٰ۔ یہ ہے کامل و مکمل جمعیت۔ جو مرشد اپنے طالب کو تصورِ اسمِ اللہ ذات، تصورِ اسمِ محمد سرورِ کائنات (ﷺ) اور تصورِ کلمہ طیبات "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کی حاضرات سے پہلے ہی روز جمعیت کے اِن تمام مقامات پر پہنچا دیتا ہے بے شک وہ مرشد کامل ہے ورنہ ناقص و زندیق و جھوٹا و لافزن ہے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

جان لے کہ رحمانی و شیطانی و نفسانی کاموں میں تاخیر و مہلت میں کیا فرق ہے؟ مجھے تعجب ہوتا ہے اُس قوم پر کہ جس کے ہر خاص و عام فرد کی زبان پر اللہ کے نام کا ورد جاری رہتا ہے یا وہ قرآن حفظ کر کے تلاوت کرتے رہتے ہیں یا مسائلِ فقہ بیان کرتے رہتے ہیں لیکن اُن کی زبان سے جھوٹ، دل سے منافقت اور وجود سے حرص و حسد و کبر نہیں جاتا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ اللہ کا نام اخلاص سے نہیں لیتے اور کلامِ الٰہی کی تلاوت رضائے الٰہی کی خاطر نہیں کرتے بلکہ محض رسمی رواجی طور پر آندھی و جھکڑ کی رفتار سے اللہ اللہ کرتے رہتے ہیں ورنہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام اور اُس کے کلام کی کنہ تک پہنچ کر اُن کا آشنا ہو جاتا ہے اُس کا نفس فنا اور قلب صفا ہو جاتا ہے، اُسے مجلسِ محمدی (ﷺ) کی دائمی حضوری حاصل ہو جاتی ہے اور وہ دونوں جہان کا نظارہ پشتِ ناخن پر کرتا ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے نام سے آشنا ہو جاتا ہے اور اُسے کامل اخلاص کے ساتھ پڑھتا ہے وہ صدق کے بلے سے معرفت کی گیند کو میدانِ دو جہان سے لے جاتا ہے کہ اللہ کا نام تو وہ عظیم و باعظمت نام ہے کہ ابتدا سے انتہا تک معرفتِ نورِ حضور کا تمام مشاہدہ اِسی نام میں پایا جاتا ہے بشرطیکہ اِسے اخلاص سے پڑھا جائے کہ اللہ کے نام کو اخلاص سے پڑھنا اور دل کو ہمیشہ اُس کے مطالعہ میں غرق رکھنا ہی تو عارفوں کی پرواز کے لئے بمنزلہ دو بال و پر ہیں۔

ابیات: (۱) "اگر تُو صبح و شام درویش کے در پر حاضری دیتا رہے تو تجھے ہر مطلب حاصل ہوتا رہے گا"
(۲) "اگر وہ تجھے سرزنش بھی کرے تو تُو اپنا سر جھکائے رکھ اور اپنا سب کچھ اُس کے حوالے کر دے"
(۳) "تُو جو کچھ اُس کے حوالے کرے گا اُسے جاوداں پائے گا اور اگر اُس نے تجھ پر نگاہِ التفات ڈال دی تو تُو شاہِ جہان ہو جائے گا"
(۴) "جو شخص کسی درویش کی نظر میں مقبول ہو گیا وہ عرش سے بالاتر مراتب پر پہنچ گیا"

(جاری ہے)

ABYAT-E-BAHOO

ابیاتِ باھو

کر عبادت پچھوتاسیں تینڈی عمر چار دہاڑے ھو
تھی سوداگر کرلے سودا جاں جاں ہٹ ناں تاڑے ھو
مت جانی دل ذوق منے موت مریندی دھاڑے ھو
چوراں سادھاں رل پور بھریا باھو رب سلامت چاڑے ھو

Your life is few days establish worshiping or you will be regretful but Hoo
Be a trader and barter the shop will gradually shut Hoo
Perhaps beloved acknowledges your passion, challenging is death alas Hoo
Thieves and pious people filled the boat, Bahoo Rabb will take the boat across Hoo

Kar ibadat pichho tasai'N tani'Di umra'N char diha'Ray Hoo
Thi sodagar kar lai soda ja'N ja'N ha'T nah ta'Ray Hoo
Mat jani dil zoq mannay mot maraindi dha'Ray Hoo
Chora'N sadha'N ral poor bharya Bahoo rab salamat cha'Ray Hoo

Translated by; M. A. Khan

تشریح:

گر تو خواہی دیدنِ وحدت خدا در زندگی یکبار شو از خود فنا

1: ’’اگر تُو وحدتِ خدا کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہے تو زندگی ہی میں خود کو فنا کے گھاٹ اُتار دے‘‘-(نورالھدٰی)

زندگی انتہائی مختصر ہے اگر اس میں اللہ عزوجل کی عبادت کر کے اس کا قرب ووصال اور مرتبہ یقین حاصل نہ کیا تو بعد میں پچھتاوے کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہو گا- جیسا کہ حضرت سُلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) ہیں:

’’دنیا میں تجھے چند روزہ زندگی عطا کی گئی ہے، یہ زندگی دائمی بندگی کے لئے ہے اور بندگی اللہ تعالیٰ کی کامل معرفت کا نام ہے یعنی جثۂ نفس سے نکل کر جثۂ قلب وروح میں اِس طرح آنا کہ زندگی و موت کا فرق ہی مٹ جائے‘‘(نورالھدٰی)- جیسا کہ آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ’’دنیا کی زندگی ایک لحظہ ہے جس میں ہمیں طاعت گزار ہو کر رہنا ہے‘‘(عین الفقر)- ایک اور مقام پہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ’’حیاتِ دنیا محض ایک دن کی زندگی ہے اور ہمیں اِس میں روزہ رکھنا ہے‘‘-(عین الفقر)

2: ’’چند روز کے بعد تجھے بھی زمین کے نیچے جانا ہے- بروقت معرفت اللہ وصال حاصل کر کہ وقت ایک کاٹ دار تلوار ہے جو زندگی کی ڈور کاٹ رہی ہے- اگر تُو سمجھے تو زندگی کی فرصت کو غنیمت جان، اگر نہ سمجھے تو تیری عاقبت مردہ ہے- تُو نے ہمیشہ زندہ نہیں رہنا‘‘(امیر الکونین)- اس لیے طالب اللہ کو اللہ تعالیٰ کے فرمان ’’وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو)‘‘ کو سامنے رکھ زندگی گزارنی چاہیے اس سے پہلے کہ زندگی کی مہلت ختم ہو جائے- اس لیے آپؒ طالب اللہ کو نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ’’ظاہر باطن میں صاحبِ طاعت بن کر رات دن ذکرِ ’’اَللّٰہُ‘‘ میں غرق رہے، گھر بار چھوڑ کر خلق سے جدا ہو جائے، صبح شام بلکہ ہر وقت اشتغال اللہ (تصورِ اسم اللہ ذات) میں غرق رہے، ہر دم معیتِ حق کو غنیمت جانے، دنیا و اہلِ دنیا سے رغبت نہ رکھے، لباسِ شریعت پہنے اور لب بستہ خاموشی کو عزیز جانے‘‘-(محک الفقر کلاں)

3: موت کا وقت ہر لحہ قریب آرہا ہے اس لیے ان فرصت کے لمحات کو غنیمت جان کر اپنے دل میں اللہ عزوجل کا ذوق و شوق پیدا کرنا ہے کیونکہ نفس تو اس چیز سے دور بھاگتا ہے- وہ خود بخود عشق و محبت کی کشتی پہ سوار نہیں ہو گا- اس لیے آپؒ ارشاد فرماتے ہیں:

’’اے عقلمند! ہوش سے کام لے اور ہمیشہ یاد رکھ کہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں، اسے بلا فرصت آنا ہے- پس طالب اللہ کو چاہیے کہ ہر وقت تصور اسم اللہ ذات میں مشغول رہے اور حروف اسم اللہ ذات سے پیدا ہونے والے شعلہ تجلی انوار میں غرق ہو کر اس شان سے مشرف دیدار پروردگار رہے کہ نہ اسے بہار بہشت یاد رہے اور نہ ہی نار جہنم‘‘-(شمس العارفین)

ایک اور مقام پہ آپؒ ارشاد فرماتے ہیں:

’’دم کی نگہبانی کر کہ دم ایک پورا جہان ہے، داناؤں کے نزدیک (تصورِ اسم اَللّٰہُ میں گزرا ہوا) ایک دم جہان بھر سے افضل ہے- حیف و افسوس میں اپنی عمر برباد نہ کر، فرصتِ دم کو عزیز رکھ کہ وقت کی تلوار اُسے کاٹ رہی ہے‘‘-(عین الفقر)

4: ایک مفہوم تو یہ ہے کہ دنیا میں مختلف قسم کے لوگ ہیں، اللہ پاک کرم فرمائے ایمان کی سلامتی کے ساتھ یہاں سے گزر جائیں- دوسرا مفہوم یہ ہے کہ انسان کو نفس و شیطان، دنیا اور خواہشات نفسانیہ جیسے موذی دشمنوں کا سامنا ہے- اللہ تعالیٰ اپنے کرم و فضل سے صحیح و سلامت یہاں سے کامیاب و کامران گزر جانے کی توفیق مرحمت فرمائیں- جیسا کہ آپؒ ارشاد فرماتے ہیں:

’’سن اے جانِ من! کہ مرشدوں اور طالبوں کے لئے یہی ایک نکتہ ہی کافی ہے کہ تیرے بائیں پہلو میں نفس اور دائیں پہلو میں شیطان کا ڈیرہ ہے اور ان دونوں دشمنوں سے تیری جنگ چھڑی ہوئی ہے- پس جس شخص کے دونوں پہلوؤں میں مثل زخم تیر یا مثل درد خار ایسے دشمن ہر وقت موجود رہتے ہوں اور انہوں نے اس کے اندر تباہی مچا رکھی ہو، اسے بھلا خواب و خوش وقتی سے کیا واسطہ؟‘‘(شمس العارفین)

www.youtube.com/AlfaqrTv
www.alfaqr.tv
YouTube
CHANNEL
صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب
کے علمی، فکری اور تربیتی خطابات کی ویڈیوز دیکھنے کیلئے
Alfaqr.Tv
Official Channel Of Islahee Jamaat & Almi Tanzeem-ul-Arifeen
پختہ ایمان کی اولین شرط کیا ہے؟
1:07:56
حضرت خواجہ فریدؒ کا عارفانہ کلام
12:36
حضور نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت پر واضح قرآنی دلیل
2:51
رسولِ پاک ﷺ کا حُسن و جمال کیسا تھا؟
1:22:05
صوفیائے کرام کا طریق ہر بغض سے پاک
3:41
رسول کریم ﷺ کی زیارت کا آسان ذریعہ
محرم الحرام کے سلسلے میں 2022ء کا مکمل بیان
محبتِ اہلِ بیت
آقا پاک ﷺ کی شریعت و رسالت کا امتیاز
4:03
ختمِ نبوت: دُنیا، برزخ اور آخرت
26:54
الفقر ٹی وی ویب سائیٹ اور یوٹیوب چینل وزٹ کریں

English Translation of
SULṮĀN AL-'ĀRIFĪN SULTAN BAHOO'S
Persian Book

Kalīd At-Tawḥīd

THE KEY OF MONOTHEISM

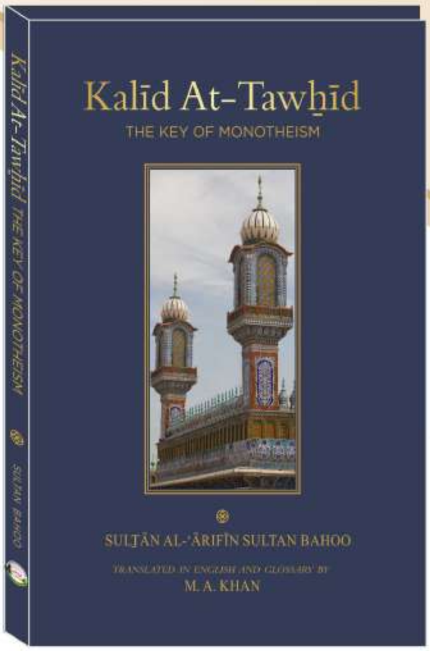

Published & Available

TRANSLATED IN ENGLISH AND GLOSSARY BY

M. A. KHAN
Luton, UK

A Meaningful Struggle

International Standard

کلید التوحید (خورد) سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ کی معروف ومقبول تصنیف ہے- آپؒ نے اس کتاب کو"مشکل کُشا" کا خطاب دیا- یہ کتاب تصوف کے انتہائی درجات جیسے توحیدِ الٰہی، مجلسِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور فقر فنا فی اللہ بقا باللہ پہ قرآن وسنت کی روشنی میں خوبصورت بحث سے بھرپور ہے جو راہِ حق کے راہی کیلئے راہنما کا درجہ رکھتی ہے- مذکورہ کتاب کا انگریزی ترجمہ جناب ایم- اے خان کی انتھک کاوشوں سے منظر عام پر آ چکا ہے جس سے حضرت سلطان باھوؒ کی علم وفقر کی تعلیمات انگریزی قارئین تک بہم پہنچے گی- کتاب میں ضروری مقامات پہ فُٹ نوٹ اور آخر پر حضرت سلطان باھوؒ کی بیان کردہ اصطلاحات کا جامع ومنفرد انداز میں ترجمہ قاری کیلئے آسانی اور دلچسپی کا باعث بنتا ہے-

یہ ترجمہ حضرت سلطان باھوؒ کے پیغام کو دُنیائے جدید میں پھیلانے کا مؤثر ذریعہ ہے-
علم دوست لوگوں کے لئے خوبصورت تحفہ

اَلعَارفین پبلیکیشنز (رجسٹرڈ) لاہور-پاکستان
اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں

ہیڈ آفس: دربارِ عالیہ حضرت سخی سُلطان باھوؒ ضلع جھنگ (پنجاب) پاکستان
پی او بکس نمبر 11 جی پی او لاہور
ویب سائٹ: www.alfaqr.net
ای میل: alarifeenpublication@hotmail.com